عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY

KHATM-E-NUBUWWAT

KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

قیمت ۷ روپے

جلد نمبر ۲۰ | ۱۲ تا ۱۸/ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۵ تا ۳۱/ جنوری ۲۰۰۲ء | شمارہ نمبر ۳۶

نزولِ مسیح علیہ السلام کی حکمتیں

صدر مملکت کی تقریر پر بے لاگ تبصرہ

توضیح و تشریح الرقیب جل جلالہ

رپورٹ سہ ماہی اجلاس مرکزی مبلغین

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے:

س:...... قربانی کے بارے میں علماً سے تقریروں میں سنا ہے کہ سنتِ ابراہیمی ہے‘ ایک مولوی صاحب نے دوران تقریر فرمایا کہ سنت نبویؐ ہے لہٰذا اس سنت پر حتی الوسع عمل کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ گوشت کھانے کا ارادہ‘ ایک آدمی مجمع سے اٹھا اور اس نے کہا مولوی صاحب سنت ابراہیمی ہے‘ ہمارے نبی کی سنت نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا واقعی سنت ابراہیمی ہے۔ مگر ہم کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر قربانی کرنی چاہئے۔ آدمی نے کہا آپ مسئلہ غلط بتارہے ہیں۔ آدھ گھنٹہ کی بحث کے باوجود وہ شخص قائل نہیں ہوا۔ براہ کرم اس مسئلہ پر روشنی ڈال کر ہمیں اندھیرے سے نکالیں۔

ج:...... لغو بحث تھی‘ قربانی ابراہیم علیہ السلام کی سنت تو ہے ہی جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل فرمایا‘ اور اس کا حکم دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہوئی‘ دونوں میں کوئی تعارض یا تضاد تو ہے نہیں۔

قربانی کی شرعی حیثیت:

س:...... قربانی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج:...... ایک اہم عبادت اور شعائرِ اسلام میں سے ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا‘ مگر بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے‘ اسی طرح آج تک بھی دوسرے مذاہب میں قربانی مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے‘ مشرکین اور عیسائی بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر قربانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہوسکتی قربانی بھی اسی کے نام پر ہونی چاہئے۔ دوسری ایک آیت میں اسی مفہوم کو دوسرے عنوان سے بیان فرمایا ہے:

ترجمہ: ”بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا۔ ہر سال برابر قربانی کرتے تھے (ترمذی)

جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظمہ میں حج کے موقع پر واجب نہیں بلکہ ہر شخص پر ہر شہر میں واجب ہوگی بشرطیکہ شریعت نے قربانی کے واجب ہونے کے لئے جو شرائط اور قیود بیان کی ہیں وہ پائی جائیں‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے۔ اسی لئے جمہور علماً اسلام کے نزدیک قربانی واجب ہے۔ (شامی)

چاندی کے نصاب بھر مالک ہوجانے پر قربانی واجب ہے:

س:...... قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟ مطلع فرمائیں۔

ج:...... قربانی ہر اس مسلمان عاقل‘ بالغ‘ مقیم پر واجب ہوتی ہے جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو‘ یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں‘ یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان‘ پلاٹ وغیرہ۔

قربانی کے معاملہ میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں۔ بچہ اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال ہو بھی تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں جس شخص پر قربانی لازم نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگئی۔

قربانی صاحب نصاب پر ہر سال واجب ہے:

س:...... قربانی جو کہ سب سے پہلے اپنے اوپر واجب ہے اور پھر دوسروں پر‘ کیا ایک دفعہ کرنے سے واجب پورا ہوجاتا ہے یا ہر سال اپنے اوپر کرنی واجب ہوتی ہے؟

ج:...... قربانی صاحب نصاب پر‘ زکوٰۃ کی طرح ہر سال واجب ہوتی ہے‘ قربانی کے واجب ہونے کے لئے نصاب پر سال گزرنا بھی ضروری نہیں ہے۔

خانہ داری مشترک ہونے کی صورت میں بالغ اولاد کی طرف سے قربانی:

س:...... ہم پانچ بھائی ہیں‘ تمام شادی شدہ ہیں اور والدین کے ساتھ اکٹھا رہتے ہیں۔ تمام برادران جو کماتے ہیں‘ والد صاحب کو دیتے ہیں صرف جیب خرچ اپنے پاس رکھتے ہیں تو اس صورت میں ہم پر قربانی واجب ہوتی ہے یا نہیں؟ اب تک والدین اپنی قربانی کرتے ہیں اور ہم نہیں کرتے لیکن اس دفعہ ہم شش و پنج میں پڑ گئے کیونکہ والد صاحب کے پاس تقریباً تیس ہزار روپیہ سرمایہ ہے۔ برائے کرام از روئے شرع ہمارے لئے کیا حکم ہے والدین کا قربانی کرنا کافی ہے یا ہم بھی کریں گے؟

ج:...... آپ کے والد صاحب کو چاہئے کہ آپ پانچوں بھائیوں کی طرف سے بھی قربانی کیا کریں بلکہ پانچوں کی بیویوں کے پاس بھی زیورات اور نقدی وغیرہ اگر اتنی ہو کہ نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے تو ان کی طرف سے بھی قربانیاں ہونی چاہئیں۔ بہرحال گھر میں جتنے افراد صاحب نصاب ہوں گے ان پر قربانی واجب ہوگی اور اگر کمانے کے باوجود مالک نصاب نہیں تو قربانی واجب نہیں ہوگی۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوت

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

جلد: ۲۰ ۱۲تا۱۸/ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۵تا۳۱/جنوری ۲۰۰۲ء شمارہ: ۳۶

☆ بیاد ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی،
مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود،
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

صدر مملکت کی تقریر پر بے لاگ تبصرہ (اداریہ) 4
توضیح و تشریح ارقیب جل جلالہ (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 8
حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کی حکمتیں (مولانا منظور احمد) 11
سرچشمہ ہدایت (حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ) 14
اسلام کا پانچواں رکن (حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ) 18
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ حیات و خدمات (مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی) 20
قادیانی کس کے وفادار ہیں؟ (عبدالحمید بٹ) 24
رپورٹ سہ ماہی اجلاس مرکزی مبلغین 27

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے
سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک ایم اے جناح روڈ اکاؤنٹ 300487-9 کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph:583486-514122 Fax:542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph:7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر مملکت کی تقریر پر بے لاگ تبصرہ

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے ۱۲/ جنوری ۲۰۰۲ء کی شب قوم سے خطاب کیا' تقریر کے اہم نکات حسب ذیل تھے:

- لشکر طیبہ' جیش محمد' تحریک شریعت محمدی جیسی جہادی تنظیموں کے علاوہ سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ پر پابندی لگادی گئی' جب کہ سنی تحریک کو زیر نگرانی رکھا گیا ہے۔
- آئندہ کسی کو لشکر یا جیش کے نام سے کوئی تنظیم بنانے کی اجازت نہ ہوگی۔
- تمام مساجد اور دینی مدارس کو ۲۳/ مارچ تک رجسٹرڈ کروانا ہوگا' نئی مساجد اور مدارس کیلئے این او سی کی پابندی لازمی ہوگی۔
- مدارس میں زیر تعلیم غیر ملکی طلباً کے پاس دستاویزات نہ ہوئیں تو انہیں ملک بدر کردیا جائے گا۔
- انتہاپسندی' تخریب کاری میں ملوث یا ہتھیار رکھنے میں ملوث مدارس کو بند کردیا جائے گا۔
- مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر صرف اذان' خطبہ اور وعظ کیلئے استعمال ہوگا' وعظ کے غلط استعمال پر پابندی لگادی جائے گی۔
- کسی ادارے کو کشمیر کاز کی آڑ میں دہشت گردی کی اجازت نہیں ہوگی' کسی بھی جگہ دہشت گردانہ حملوں میں کسی پاکستانی کے ملوث ہونے پر سخت کارروائی کی جائے گی۔
- بھارت کی طرف سے فراہم کردہ بیس افراد کی لسٹ میں سے کسی پاکستانی کو بھارت کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔
- عسکری جہاد سے بڑا جہاد جہالت اور غربت کے خلاف جہاد ہے' جہاد حکومت کے فیصلے کے بغیر جہاد نہیں ہے' پاکستان نے پوری دنیا میں جہاد کرنے کا ٹھیکہ نہیں لیا ہوا۔

افغانستان پر امریکی حملے' طالبان کی پسپائی' حامد کرزئی کی زیر قیادت عبوری حکومت کے قیام اور پاک بھارت جنگ کے خطرات کے پیش نظر صدر مملکت کی تقریر کا بے تابی سے انتظار کیا جارہا تھا۔ حالات وواقعات کے تناظر میں دینی وسیاسی حلقوں کی جانب سے جن خدشات کا اظہار کیا جارہا تھا' ان کو مدنظر رکھتے ہوئے صدر مملکت نے جن اقدامات کا اعلان کیا ہے وہ غیر متوقع نہیں تھے' چندروز پہلے صدر صاحب سے ملاقات کرنے والے امریکی سینیٹر نے پہلے ہی صدر پاکستان کی ہونے والی تقریر کو انقلاب آفریں قرار دے دیا تھا۔ ادھر کولن پاؤل نے بھارت کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے صدر مشرف کی تقریر کا انتظار کرنے کو کہا تھا۔ امریکی وزارت خارجہ کے ترجمان نے بھی اسی نوع کی تاکید کی تھی۔ گزشتہ دنوں برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے بھی بھارت کو صدر پاکستان کی تقریر تک اپنے آپ کو قابو میں رکھنے کا ناصحانہ مشورہ دیا تھا۔ بعض حلقوں کی ان قیاس آرائیوں پر کیا تبصرہ کیا جاسکتا ہے کہ تقریر کا خاکہ کہاں بنا؟ اس کے خدوخال کہاں سنوارے گئے؟ تخیل کو الفاظ کا جامہ کس نے پہنایا؟ اقدامات کا حوصلہ اور اعلانات کے عزم کی پختگی کہاں سے آئی؟ امریکی وزیر خارجہ سے برطانوی وزیر اعظم تک حتیٰ کہ امریکی کانگریس کے سینیٹر پیشگی تقریر کے ماخذ سے آگاہ اور مطمئن کیونکر تھے؟ کسی آزاد خود مختار ملک کے اندرونی معاملات میں غیر معمولی دلچسپی اور مداخلت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا؟ امریکہ کے سینئر سینیٹر جوزف لائبرمین نے کس وجدان کی بنیاد پر صدر مملکت کی تقریر سے قبل یہ ریمارکس دیئے کہ: ''قوم کے نام جنرل پرویز مشرف کا خطاب تاریخ ساز ہوگا' اس کے نتیجے میں پاک بھارت کشیدگی ختم ہوجائے گی' ان کے جرأت مندانہ اقدامات کا بھارت بھی حوصلہ افزا جواب دے گا۔''

صدر مملکت کی تقریر کے حوالہ سے امریکی سینیٹر کا دعویٰ کس قدر درست ثابت ہوگا'اس کا اندازہ امریکہ' برطانیہ اور بالخصوص بھارتی حکومتوں کے خیر مقدمی بیانات سے لگایا جاسکتا ہے' بھارتی وزیر خارجہ جسونت سنگھ نے صدر پرویز کے اقدامات کو اپنی سفارت کاری اور خارجہ دباؤ قرار دیا۔انہوں نے کہا کہ سرحدی کشیدگی ختم ہونے کا انحصار محض اعلانات پر نہیں بلکہ عملی اقدامات اٹھانے پر ہے۔پاکستان اگر ایک قدم بڑھائے گا تو بھارت دو قدم بڑھائے گا' بھارتی وزیر خارجہ نے یہ بھی کہا کہ کشمیر کی تحریک حریت کو دہشت گردی تسلیم کر کے پاکستان نے ہمارا موقف تسلیم کرلیا ہے۔بھارتی وزیر اعظم واجپائی بھی پاکستان سے بار بار یہی مطالبہ کر رہے تھے کہ سرحد پار کارروائیوں کو پاکستان دہشت گردی تسلیم کرے۔پاکستان کا یہ موقف رہا ہے کہ بھارت کشمیر میں ریاستی دہشت گردی کر رہا ہے'اب تک تقریباً 80 ہزار کشمیریوں کو شہید کیا جاچکا ہے۔افسوس کہ عالمی ضمیر جاگ سکا نہ بھارت کو سمجھا سکا۔صدر مملکت نے کشمیر پر واضح دو ٹوک الفاظ میں قومی موقف کا اعادہ کرتے ہوئے کسی لچک کا مظاہرہ نہیں کیا۔انہوں نے اسے پاکستانی قوم کے خون میں دوڑنے والا مسئلہ قرار دیا۔بھارت کی طرف سے مطلوب بیس افراد کو بھارت کے حوالے کرنے کے مطالبہ کو مسترد کرنے کے اعلان کو جرأت مندانہ قرار دیا جائے گا۔اس رواداری اور خیر سگالی کی صورت میں پاکستان کو مطالبات کی ایک لمبی فہرست کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔صدر مملکت نے ابتدا بھارتی مطالبہ کو مسترد کر کے مستحسن قدم اٹھایا ہے۔

صدر مملکت نے انتہاپسندوں'بنیاد پرستوں اور بالخصوص فرقہ واریت کے خاتمہ کے ضمن میں سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ پر پابندی کا اعلان کیا۔دونوں متحارب گروپوں کے باہمی تصادم اور خون ریزی کے باعث محب وطن شہریوں میں تشویش کا پھیلنا ایک فطری امر تھا۔اب تک ہزاروں افراد مذہبی دہشت گردی کی بھینٹ چڑھے'عبادت گاہوں اور مذہبی مقامات کا تقدس مجروح ہوا۔یہی وجہ ہے کہ مذہبی دہشت گردی کے ان افسوسناک واقعات کے پیش نظر قوم یقیناً فرقہ واریت کے خاتمہ کے اقدامات کو سراہے گی۔پابندی یا جبر کسی مسئلہ کا حل نہیں۔جن مذہبی تنظیموں پر پابندی عائد کی گئی ہے وہ ابھی سے زیر زمین چلے گئے ہیں'اور یہ بھی ممکن ہے کہ نام تبدیل کر کے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں'کسی مرض کا علاج تشخیص کے بغیر ممکن نہیں۔ان اسباب وعوامل پر غور کرنے کی ضرورت ہے جن کے باعث دونوں تنظیموں کے درمیان ایک طویل مدت سے باہمی تصادم اور خون ریزی کا سلسلہ جاری ہے۔جب بھی دونوں متحارب جماعتوں کے موقف کو سن کر مسئلہ حل کرنے کی کوشش کی گئی'کسی تیسری طاقت نے پس پردہ اپنا کام کر دکھایا۔ماضی گواہ ہے کہ تحریک پاکستان'تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں نے مشترکہ جدوجہد میں حصہ لیا۔ملی یکجہتی کونسل کی صورت میں فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے بھی مکاتب فکر اور مسالک کو قریب لانے کی کوشش ہوئی۔فقط دبانے یا پابندی لگانے کی بجائے باہمی کشیدگی و تناؤ کے پس پردہ اسباب ومحرکات کا پتہ لگا کر کارروائی کرنے کی ضرورت ہے۔پابندی کا شکار ہونے والے دونوں متحارب گروپوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اگر انہوں نے تفاوت' تعصب اور نفرت کی بجائے برداشت'رواداری'تحمل اور میانہ روی سے کام لیا ہوتا تو آج انہیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔انہیں اس پہلو پر بھی سوچنا ہوگا کہ صدر مملکت کے انتہائی اقدام پر قوم نے کیونکر مسرت واطمینان کا اظہار کیا ہے؟

مسجد اور مدرسہ کی رجسٹریشن کو لازمی قرار دے کر شکوک وشبہات پیدا کئے گئے'کہیں مختلف شعبوں میں بے شمار ادارے متعلقہ محکموں کی ملی بھگت سے این او سی کے بغیر چلائے جارہے ہیں۔قانون کی عملداری یکساں ہونی چاہئے۔تعلیم کے حوالہ سے جگہ جگہ اسکول'کالج این او سی کے بغیر چل رہے ہیں۔مسجد کو ابتدائی مکتب کی حیثیت حاصل ہے۔ترجیحی بنیادوں پر مسجد کے لئے این او سی کی پابندی حکومت اور دینی حلقوں میں کشیدگی کے علاوہ ایک واضح خلیج کا باعث بھی بنے گی۔دینی مدارس کے حوالے سے بھی دینی حلقوں میں کچھ مدت سے اضطراب پایا جاتا ہے کہ موجودہ حکومت بیرونی دباؤ بالخصوص ایک بڑی طاقت کے حکم پر انہیں کنٹرول کرنا چاہتی ہے۔حکومت نے نے دینی مدارس کی اصلاح کے لئے حال ہی میں ایک تعلیمی بورڈ قائم کرنے کا اعلان کیا تھا'جو نصاب تعلیم اور دیگر معاملات طے کرنے کے لئے تھا'دہشت گردی کی روک تھام کے لئے صدر مملکت نے جن اقدامات کا اعلان کیا ہے'ان میں بعض اقدامات پر سختی سے عملدرآمد کرانے کی ضرورت ہے۔اگر کوئی دینی ادارہ دہشت گردی میں ملوث رہا ہے تو حکومت نے اب تک اس کے خلاف کیوں کارروائی نہیں کی؟موجودہ حالات کے تناظر میں سارے دینی اداروں کو شک

کی نگاہ سے دیکھنا مناسب نہیں۔ مدارس میں زیر تعلیم غیر ملکی طلباء کی شناخت بہر حال ضروری ہے‘ اس لئے متعلقہ دستاویزات کی پابندی پر معترض ہونا مناسب نہیں‘ ہمارے ہاں دینی مدارس میں اکثر افغانی طلباء بھی زیر تعلیم ہیں۔ موجودہ تباہ شدہ افغانستان اور مظلوک الحالی کے باعث ایسے زیر تعلیم طلباء کو بطور خاص نشانہ نہیں بنانا چاہئے۔ اپنی مدد آپ کے تحت چلنے والے ان دینی اداروں میں لاکھوں طالب علم قرآن و حدیث‘ فقہ‘ منطق کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ غریب‘ نادار طالب علموں کے قیام و طعام اور درس و تدریس کے حوالہ سے معاشی طور پر ہمارے دینی مدارس معاون اور مددگار کی حیثیت سے مثالی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ بیرونی دباؤ کے برعکس اگر حکومت اصلاح احوال میں واقعتاً مخلص ہے تو حکومت کو بد اعتمادی کی فضا ختم کر کے اقدامات کرنا ہوں گے۔ دینی مدارس کو فوری طور پر قومی دھارے میں شامل کرنے کے مضمرات پر بھی غور کرنا ہوگا‘ حکومت ابھی تک سرکاری تعلیمی اداروں کی اصلاح نہیں کر سکی۔ فرسودہ نظام اور نصاب تعلیم ابھی تک توجہ طلب ہیں‘ ہم کوئی انقلابی تبدیلیاں نہیں لا سکے‘ حکومتی اقدامات کے نتیجہ میں اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ دینی مدارس کے موجودہ معیار درس و تدریس کو قائم رکھا جاسکے گا؟ محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مساجد‘ درگاہوں کی کارکردگی کے باعث ان خدشات کا اظہار کیا جارہا ہے کہ حکومتی اقدامات سے درباری‘ سرکاری ملاؤں کی فوج ظفر موج تو تیار ہوسکتی ہے لیکن دینی جذبہ اور حقیقی روح پھونکنے والے عالم پیدا نہیں ہوسکتے۔ امریکی وزیر خارجہ کولن پاؤل نے پاکستان کے دینی مدارس کی اصلاحات کے ضمن میں گزشتہ دورۂ پاکستان کے موقع پر جس دلچسپی کا اظہار کیا تھا‘ اس سے دینی طبقوں کے ان خدشات کو تقویت ملتی ہے کہ حکومت انہی کے دباؤ پر پالیسیاں مرتب کر رہی ہے۔ امریکہ اور مغرب میں ہمارے دینی مدارس کے حوالہ سے یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ وہ جہاد کی نرسریاں ہیں اور یہیں سے جذبہ جہاد کو فروغ حاصل ہوتا ہے‘ اسلام میں عقیدۂ جہاد کی اہمیت و فضیلت سے انکار ممکن نہیں‘ ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے‘ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ ملک بھر میں کتنے ایسے مدارس ہیں جو عملی جہاد کی تربیت دے رہے ہیں؟ چند ایک مدارس کو مثال بنا کر سارے مدارس کو اس دھارے میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ ہم تو ایسے دینی اداروں کی مثال بھی دے سکتے ہیں جن میں زیر تعلیم طلباء کو کسی دینی اجتماع‘ جلسہ‘ جلوس یا اپنے نصاب کے برعکس لٹریچر پڑھنے کی اجازت نہیں۔ صدر مملکت نے خود اپنی تقریر میں بعض ایسے دینی مدارس کی تعریف کی ہے جن میں کمپیوٹر اور جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ تعلیم دی جارہی ہے۔ کیا اس کے باوجود بھی حکومت دینی مدارس کی حوصلہ شکنی کر کے دینی خدمت کے ایک روشن باب کو ختم کرنا چاہتی ہے؟

مدارس اور مساجد کی رجسٹریشن اور این اوسی سے متعلق صدر مملکت نے جن اقدامات کا اعلان کیا ہے‘ اس کا ایک بڑا نقصان بھارت کے اسلام پسند مسلمانوں کو پہنچے گا‘ چنانچہ تقریر کے فوری بعد بھارت کی انتہا پسند تنظیموں ویشوا ہندو پریشد نے جنرل مشرف کے اقدامات کے حوالہ سے بھارتی حکومت سے بھارت میں واقع مدارس اور مساجد سے متعلق یہی کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

بھارت نے مسلح افواج اور اپنی پوری جنگی قوت سرحدوں پر جمع کر دی ہے۔ بھارت کے جارحانہ عزائم بھارتی قیادت کی دھمکیوں سے عیاں ہیں۔ دشمن ہمارے وجود کو مٹانے کے درپے ہیں۔ بھارت کا اسرائیل کے ساتھ حالیہ معاہدہ وطن عزیز کی سالمیت‘ تحفظ اور دفاع کے لئے ایک خطرناک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نازک موقع پر ہماری تھوڑی سی کمزوری سے بھی دشمن فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ بھارت اور اسرائیل کو پاکستان کا ایٹمی پروگرام ایک آنکھ نہیں بھاتا‘ یہی وجہ ہے کہ افغانستان کے بعد بین الاقوامی سطح پر جو تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ بھارت اس سنہری موقع کو اپنے ہاتھ سے ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ موجودہ سرحدوں کی سنگین صورت حال اور بھارتی جنگی جنون کے پیش نظر جہاد سے متعلق صدر مملکت کا یہ مؤقف کہ: ”عسکری جہاد سے بڑا جہاد جہالت اور غربت کے خلاف جہاد ہے“ ایسے انداز سے عسکری جہاد سے دستبرداری کا تاثر ملتا ہے۔ جب دشمن مٹانے‘ دبانے‘ جھکانے کی جارحانہ پالیسی اختیار کئے ہوئے ہو تو ایسے دشمن کے سامنے جہاد اکبر و جہاد اصغر کی بحث چھیڑنے کی ضرورت نہیں۔ بھارتی حکمرانوں کی دھمکیوں کے جواب میں جنرل مشرف نے اگرچہ کسی بزدلی کا مظاہرہ نہیں کیا‘ بلکہ ”منہ توڑ جواب“ کا عندیہ دے کر حساب برابر رکھنے کی کوشش کی ہے‘ لیکن پاک بھارت جنگ کے حوالے سے انہوں نے کبھی جہاد کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ اس سے اس شک کو تقویت

مل رہی ہے کہ شاید یہ لفظ اب متروک کیا جا چکا ہے۔

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے نشری تقریر میں مزید کہا کہ اعلان جہاد حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مفتیان اور علماءً کرام ہی فتویٰ دے سکتے ہیں کہ اگر دشمن کے واضح عزائم اور جنگ کے خطرات کے باوجود حکومتِ وقت جہاد کا اعلان نہ کرے تو پھر اعلان جہاد کی نوعیت اور حیثیت کیا ہوگی؟ صدر مملکت نے سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ پر پابندی کا جواز پیش کیا‘ لیکن انہوں نے لشکر طیبہ اور جیش محمد پر پابندی سے متعلق کوئی جواز پیش نہیں کیا۔ آیا جہادی تنظیموں پر پابندی کا اعلان بھی جہاد کی حوصلہ شکنی کی خاطر کیا گیا ہے؟ جیسا کہ اب زیادہ تر جہادی تنظیموں کے خلاف ملک گیر آپریشن جاری ہے۔ پاکستان کی سالمیت تحفظ اور بقاء کے لئے برا اٹھائے جانے والے ناگوار اقدام کو بھی گوارا کیا جاسکتا ہے‘ لیکن ان حالات میں جب بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ خطرہ کی گھنٹی کی علامت ہے‘ جہادی تنظیموں کو توڑنے میں کیا عجلت کا مظاہرہ نہیں کیا گیا؟ بعض جہادی تنظیموں پر پابندی اس لئے بھی باعث حیرت ہے کہ انہیں فوج ہی نے پروان چڑھایا اور ان کا خاتمہ بھی فوج ہی کر رہی ہے۔ شاید اب ان کی ضرورت باقی نہیں رہی‘ یا پھر ان کی ضرب کاری سے دشمن کو پہنچنے والی ٹھیس سے ہماری حکومت کو ہمدردی پیدا ہوگئی ہے۔ ہمیں پاک مسلح افواج کی صلاحیتوں‘ شجاعت اور فنی مہارت پر فخر بھی ہے اور بھروسہ بھی۔ اگر پاک مسلح افواج کا جہاد پر ایمان پختہ ہے تو وہ بلاشبہ ناقابل تسخیر فوج ہے۔ جہادی تنظیموں پر پابندی کے بعد یہ بات محل نظر ہے کہ پاک وطن کی سرحدوں کی حفاظت اور خطرات کا مقابلہ کرنے کی دوہری ذمہ داری عائد ہوگئی ہے‘ جس کے لئے مسلح افواج اور قیادت کو عہدہ برآ ہونے کی ضرورت ہے۔

امریکہ اور یورپ میں عقیدۂ جہاد سے متعلق جو غلط فہمی پائی جاتی ہے افسوس کہ سرکاری سطح پر اس پراپیگنڈہ کا موثر جواب نہیں دیا گیا۔ یہ تاثر بھی غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ اسلام سلامتی‘ امن‘ بھائی چارے‘ اخوت اور محبت کا مذہب ہے اس میں رواداری ہے‘ اعتدال ہے‘ انتہا پسندی اور تشدد نہیں۔ اسلام اخلاق اور کردار کے اعلیٰ نمونوں سے پھیلا‘ تلوار کے زور سے اسلام کے پھیلنے کا دعویٰ کرنے والے بتائیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی گردن پر کس نے تلوار رکھی تھی؟ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو کس نے زدوکوب کر کے کلمہ پڑھنے پر مجبور کیا؟ افسوس کہ ہم نے اسلام کی حقانیت‘ حقیقت اور اصلیت کو پیش نہیں کیا‘ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جتنی جنگیں لڑی گئیں وہ دفاعی تھیں‘ کہیں بھی جارحیت کا ارتکاب نہیں‘ مسلمان دفاع میں تلوار اٹھاتا ہے‘ عالم اسلام کے مسلمان اس آفاقی اور عالمگیر عقیدہ پر ایمان رکھنے کے باوجود افسوس اس کا دفاع نہ کر سکے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملک کی واحد ایسی دینی جماعت ہے جسے اتحاد المسلمین کی داعی اور علمبردار ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ ماضی میں تمام تحاریک ختم نبوت میں اس جماعت کے اکابرین کی مخلصانہ کاوشوں کے باعث تمام مکاتب فکر علماء اور رہنماؤں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا گیا۔ اس جماعت نے فرقہ واریت کے خاتمہ اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد کے لئے جو گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ جماعت کا نصب العین فقط عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت ہے‘ عملی سیاست یا ملکی انتخابی سیاست سے جماعت کا دور کا واسطہ بھی نہیں‘ مجلس تحفظ ختم نبوت مسلمانوں کو ارتداد اور گمراہی سے بچانے کے لئے ختم نبوت کے بنیادی عقیدہ کی نشر و اشاعت کے ضمن میں مثبت تبلیغی انداز میں سرگرم عمل ہے۔ جماعت کی پالیسی ہے کہ تمام مسلمانوں کے فرقوں میں ہم آہنگی پیدا کر کے ان کے تعاون سے تبلیغ کا دائرہ کار بڑھایا جائے۔ جماعت عدم تشدد کی قائل ہے‘ چنانچہ جماعت کی تاریخ گواہ ہے کہ جماعت نے کبھی قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش نہیں کی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ بعد ازاں ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کا نفاذ عمل میں آیا۔ ملک کی تمام عدالتوں وفاقی شرعی عدالت‘ سپریم کورٹ‘ ہائیکورٹ اور لوئر کورٹس نے ان تاریخ ساز فیصلوں پر مہر تصدیق ثبت کی۔ جماعت نے ان مقدمات کی پیروی کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ملک کا آئین اور قانون مقدم ہے۔ موجودہ حالات کے تناظر میں جب کہ دینی جماعتوں کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے‘ حکومت کو ایسی دینی جماعتوں سے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنی چاہئیں جو مختلف مکاتب فکر کے درمیان نہ صرف رابطہ کا بلکہ ان کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔

توضیح و تشریح الرقیب جل جلالہ

مولانا محمد اشرف کھوکھر

رقیب نگہبان' پاسبان اور محافظ کو کہتے ہیں' ایسا محافظ و نگہبانی کرنے والا جو کبھی غافل نہیں ہوتا۔ الرقیب اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے۔ جس کے معنی میں علم اور حفظ کی مجموعی صفت جمع ہوتی ہے۔ رسول آخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری آسمانی کتاب قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر نگران ہے۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی الرقیب ﷻ ہے جو ہر لحظہ' ہر آن ہمارا نگران و نگہبان ہے' پاسبان ہے' محافظ ہے۔ الرقیب ﷻ نے انسانوں پر اپنے نگران فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو ان کے ہر چھوٹے اور بڑے عمل کو لکھ لیتے ہیں' یہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی غیر مرئی مخلوق ہیں' ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے (دائیں و بائیں) نیکی اور بدی کے لکھنے والوں کی موجودگی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ:

''مکرم لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔''

اس کے علاوہ انسانوں کی حفاظت کے لئے بھی الرقیب ﷻ کی جانب سے فرشتے مقرر ہیں۔

چونکہ الرقیب اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے اس لئے کسی انسان کو یا اس کے نگہبان کو عبدالرقیب تو کہہ سکتے ہیں لیکن حقیقی الرقیب نہیں کہہ سکتے' اس لئے کہ حقیقی رقیب و محافظ تو اللہ ﷻ ہی ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ الرقیب ﷻ بلاواسطہ تو ہماری نگہبانی و نگرانی اور حفاظت کرتا ہی ہے لیکن بالواسطہ بھی ہماری نگہبانی و پاسبانی کی جاتی ہے۔

جب کفار مکہ نے نعوذباللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے منصوبے بنائے تو اسی الرقیب ﷻ نے آپ کی حفاظت فرمائی' اسی طرح مدنی زندگی میں بھی آپ کی حفاظت آپ کے اعداء سے الرقیب ﷻ ہی نے فرمائی۔

دیکھئے! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی نہ صرف قتل و غارت گری سے محفوظ و مامون رکھا بلکہ انہیں نبوت و رسالت سے سرفراز فرما کر اعلائے کلمۃ الحق کے لئے فرعون سے مقابلہ کے لئے کھڑا کیا' یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کو حفاظت و نگرانی و نگہبانی خداوندی نے معہ لشکر دریا کے دوسرے کنارے تک زندہ و سلامت پہنچا دیا اور فرعون اسی دریا میں غرقاب ہو کر ہمیشہ کے لئے نشان عبرت بن گیا۔

الرقیب ﷻ کی رقابت و حفاظت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں بھی زندہ و سلامت رکھا۔ بقول ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے بوجہ حسد کے کنویں میں ڈال دیا تھا لیکن الرقیب ﷻ کی حفاظت' نگہبانی اور محافظت پر قربان جائیے کہ اس نے اپنے برگزیدہ پیغمبر کو نہ صرف محفوظ و مامون رکھا بلکہ کنویں سے نکال لینے کے بعد ایک وقت ایسا آیا کہ ان کو ایک بڑی سلطنت کا فرمانروا بھی بنا دیا۔

اسی الرقیب ﷻ نے حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ کے اندر نگہبانی فرمائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کو مصلوب کرنا چاہا لیکن الرقیب ﷻ نے آپ کو بجسد عنصری آسمان پر اٹھا لیا اور قیامت سے قبل آسمان سے بحفاظت نازل فرمائیں گے۔

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح ابن مریم بذریعہ صلیب فوت ہوئے ہیں اور قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ وہ صلیب سے اتر کر کچھ عرصہ کے بعد طبعی طور پر فوت ہوئے اور کشمیر میں مدفون ہوئے۔ عیسائیوں اور قادیانیوں کے درمیان اگرچہ مسیح ابن مریم علیہما السلام کی موت میں اختلاف ہے لیکن نفس موت میں دونوں متفق ہیں۔ اس کے برعکس مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ مسیح ابن مریم کو موت آئی ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھا لیا اور وہ اب بھی زندہ ہیں اور قرب قیامت میں نزول فرما کر تجدید اسلام کریں گے جیسا کہ قرآن و حدیث اور اجماع امت سے واضح ہے۔

الحمدللہ! تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کی قدرت و

حاکمیت پر کامل یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا' وہاں زندہ رہنا اور آخر زمانے میں قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوکر دجال اکبر کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کی حکمت کے عین مطابق اور اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے کی دشمنوں سے حفاظت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ اور نزول ایسا ہی ہے' جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کا جسم خاکی کے ساتھ آسمان سے زمین پر اترنا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول نصاریٰ کی تکذیب' ان کے باطل دعوؤں کی نفی کے اظہار اور ان کے قتل کے لئے ہوگا۔ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"مجھے سب سے زیادہ تعلق عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے ہے کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا' پس دوسرے انبیاءٔ علیہم السلام کی بہ نسبت ان (حضرت عیسیٰ) کو قرب زمانی حاصل ہے اس لئے وہ نزول کے زیادہ مستحق تھے۔"

(عمدۃ القاری ص ۳۹ ج ۱۶)

درج بالا عبارت میں نہ صرف حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلامی عقائد کو بیان کرنا مقصود تھا بلکہ الرقیب ﷻ کی حفاظت وصیانت' پاسبانی' نگہبانی اور نگرانی کو واضح کرنا بھی مقصود تھا کہ کس طرح الرقیب ﷻ نے اپنی کمال حکمت وحفاظت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھالیا اور جہاں وہ اب بھی بحفاظت موجود ہیں اور قرب قیامت میں اللہ تعالیٰ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے انہیں بحفاظت زمین پر نازل فرمائیں گے چونکہ ان کی نبوت کا زمانہ ختم ہوچکا اس لئے ان کا نزول رسول آخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے ہوگا۔

رسول آخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی' نگہبانی' حفاظت وصیانت کا ذکر کیا جاچکا ہے کہ الرقیب ﷻ نے اپنی حکمت بالغہ سے اپنے محبوب' خاصہ کائنات' رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنان اسلام سے حفاظت فرمائی تاکہ تمام بنی نوع انسان تاقیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوکر دارین کی فوز وفلاح سمیٹ سکیں۔

قرآن کریم کی حفاظت وصیانت' نگرانی ونگہبانی کا اندازہ لگایئے کہ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی یہ آخری آسمانی کتاب اپنی اصلی حالت میں محفوظ ومامون ہے۔

الرقیب ﷻ ہمارے جسم وروح کی حفاظت و نگہبانی فرماتا ہے۔ الرقیب سے تعلق رکھنے والے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کفران نعمت نہ کرتے ہوئے اپنے عقائد' عبادات' تہذیب وتمدن' معیشت و معاشرت کے ان عمدہ اصول وضوابط کی حفاظت کرنے میں کوتاہی' سستی وکاہلی کا مظاہرہ نہ کرے جو سلف صالحین نے بے بہا قربانیوں کے بعد ہم تک پہنچائے ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر ہم حقیقت میں عبدالرقیب بن جائیں' یہ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کا تقاضا ہے۔ الرقیب ﷻ دین کی حفاظت و پاسبانی کے لئے اپنے بندوں کو منتخب فرماتا ہے۔ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کفار ومشرکین اور معاندین اسلام سے لڑنا اور جنگ کرنا جہاد کہلاتا ہے اور مؤمنین کو اعدائے اسلام سے جنگ کرنے کا حکم ہے۔ دین اسلام کے لئے اور قرآن وسنت کی بالادستی کے لئے اعدائے اسلام سے جنگ کرتے ہوئے جان دے دینا سعادت دارین ہے۔ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی دعا فرمائی ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ:

"اے اللہ! میں تیری راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔"

اسی طرح جنت میں جانے کے بعد کوئی بھی مؤمن دنیا میں واپس لوٹنے کی تمنا نہیں کرے گا بجز شہید کے کہ وہ بار بار دنیا میں جاکر شہید ہونے کی آرزو کرے گا۔

ملک وملت کی حفاظت' پاسبانی' نگرانی ونگہبانی کے لئے اللہ کے بندے حقیقت میں الرقیب ﷻ کی عطا کردہ قوت وتوانائی سے ہم حتی المقدور ملک وملت کی حفاظت ونگہبانی کرتے ہیں۔ انفرادی طور پر بھی اسلام نے ہمیں انسانیت کی فلاح' بہتری اور بھلائی کی تمام چیزوں کی حفاظت کے عمدہ اصول وضوابط دیئے ہیں۔ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ:

"کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے شخص کی کسی چیز کو اس کی اجازت کے بغیر لے۔"

دوسری حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے:

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔"

یہاں تک کہ اعدائے اسلام اور معاندین اسلام سے جنگ کے دوران بھی مجاہدین کو بوڑھوں' بچوں' عورتوں اور فصلات کو نقصان پہنچانے سے منع فرمایا گیا ہے۔

ایک اسلامی مملکت میں عوام الناس کی جان و مال اور عزت وآبرو کی حفاظت ملکی انتظامیہ کے ذمہ ہے۔ ملک کے اندر ہونے والی کسی بھی تخریبی سرگرمی کی بالواسطہ یا بلاواسطہ وہ ذمہ دار ہوگی۔

انفرادی طور پر بھی ہمیں افراد معاشرہ کی جان و مال اور املاک کو نقصان نہ پہنچا کر ایک سچے اور پکے مسلمان ہونے کا ثبوت فراہم کرنا چاہئے۔

قارئین گرامی! اللہ تعالیٰ نے' جس کی صفت الرقیب ﷻ بھی ہے' قیامت تک اپنے دین کو محفوظ و مامون رکھنا ہے' اپنے دین کی نگہبانی کرنی ہے لیکن مختلف ادوار میں دنیا میں پیدا ہونے والے انسانوں کے لئے امتحان ہے کہ کون کتنے بھلائی' نیکی اور فلاح و بہبود کے کام کر کے دین و دنیا کی سرخروئی اور کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

بچے بڑوں کی نقل اتارتے ہیں' بڑوں سے سرزد ہونے والا ہر چھوٹا بڑا فعل بچوں میں منتقل ہوتا ہے' اس لئے ہمیں ہر فعل کی انجام دہی سے قبل غور و فکر کر لینا چاہئے کہ ہمارے اس فعل کا بچوں پر کتنا اچھا یا برا اثر پڑے گا۔

عصر حاضر میں اعدائے اسلام' اسلامی قوانین' اسلامی طرز حیات' تہذیب و تمدن اور ہر طرح کے اسلامی اصول و ضوابط کو مسخ کرنے کے لئے اپنے وسائل کو ہر ممکن استعمال میں لا رہے ہیں۔ غیر اسلامی قوانین و ضوابط اسلامی معاشرے میں نفوذ پذیر ہوتے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اسلامی طرز زندگی' تہذیب و تمدن اور معیشت و معاشرت پر خود کاربند ہو کر' اس کی حفاظت و نگہبانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنی نئی نسلوں تک پورے کا پورا دین اسلام منتقل کرنے میں پوری ذمہ داری اور دیانتداری کا ثبوت دیں۔

الرقیب ﷻ ہمیں دین اسلام کی حفاظت' صیانت' نگہبانی و نگرانی کے لئے قبول فرمائے۔ امت مسلمہ نے چودہ سو سال کے عرصہ میں جس دیانتداری سے یہ امانت ہم تک پہنچائی ہے' الرقیب ﷻ اس امانت کے نسل نو میں منتقل کرنے میں ہماری مدد و نصرت فرمائے اور امت مسلمہ اور ہمارے ملک و ملت کی حفاظت' صیانت اور نگہبانی فرمائے۔ (آمین)

حافظ محمد اکرم طوفانی

اسلام اور مساوات

اسلام سچا آسمانی مذہب ہے۔ اس کے نزدیک سب بندے بندوں کی حیثیت سے برابر ہیں جرم کی سزا سب کے لئے یکساں ہے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا معیاری نمونہ اپنے عمل سے پیش فرمایا۔ ایک دولت مند خاتون فاطمہ نامی چوری کے مقدمہ میں گرفتار ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوتی ہے۔ لوگوں میں تشویش پیدا ہوئی اسے چھڑانے کی سعی کی جاتی ہے مگر عدل نبویؐ کے ادا شناس ہونے کی وجہ سے کسی کو جرأت نہیں پڑتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر بات کر سکیں۔ آخر حضرت زیدؓ کو مقرب بارگاہ سمجھ کر سفارش کے لئے بھیجا جاتا ہے اس کی سفارش سنتے ہی چہرہ اقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے ارشاد فرماتے ہیں:

"پہلی امتیں اسی لئے تباہ و برباد کر دی گئیں ہیں کہ وہ اپنے چھوٹے درجے کے مجرمین سے درگزر کر جاتے تھے۔ یہ فاطمہ بنت قیس ہے۔ اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی ہوتی تو میں محمدؐ خدا کی قسم اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔"

حضرت صخراء ایک دولت مند قبیلے کے بڑے رئیس آدمی ہیں۔ جب حضورؐ طائف کا محاصرہ چھوڑ کر چلے آئے تو یہ برافروختہ ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ طائف پر چڑھ دوڑتے ہیں' اور اتنا دباتے ہیں کہ وہ تنگ ہو کر مطیع ہو جاتے ہیں یہ اسلام پر بڑا احسان تھا۔ حضرت صخراء آ کر اس کی خوشخبری دربار نبوت میں سناتے ہیں۔ عین اسی وقت ایک آدمی مجمع سے اٹھتا ہے اور دربار نبوت میں شکوہ کرتا ہے کہ حضرت صخراء نے قبل اسلام میرے ایک پانی کے چشمہ پر قبضہ کر لیا تھا' وہ مجھے واپس دلایا جائے۔ دربار نبوت سے اسی وقت واپسی کا حکم صادر ہوتا ہے اور چشمہ واپس کر دیا جاتا ہے' حالت یہ تھی کہ آپ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا اور آنکھیں جھک گئیں اور پھر خود ہی فرمایا کہ افسوس! صخراء کو اس کے احسان کا بدلہ نہیں ملا' کیا اس طرح انصاف کی مثالیں تاریخ انسانیت پیش کر سکتی ہے۔ صخراء اپنے قبیلے کے نہایت طاقتور اور پرشکوہ سردار تھے دونوں مستغیث اس کے مقابلہ میں بہت ادنیٰ درجہ رکھتے تھے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اسلام پر بہت بڑا احسان کر چکے تھے کہ طائف کو حاصل کرنے میں ان کا ہاتھ تھا مگر اسلام کی میزان عدل میں اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں برابر ہیں۔ دونوں یکساں خدا کے بندے ہیں۔

☆☆..........☆☆

نزولِ مسیح علیہ السلام کی حکمتیں

اکابر علمأ کرام کی تحریرات کے آئینے میں!!

قادیانیوں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ اپنے جھوٹے سربراہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کی وفات پر سارا زور صرف کردیتے ہیں' ان کے نزدیک حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں اور اب ان کی جگہ مرزا غلام احمد مسیح موعود ہے' جبکہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہ ہے کہ حضرت مسیح السلام فی الوقت فوت نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کے قریب نازل ہوں گے' ان کی حیات اور نزول کی متعدد حکمتیں ہیں جن میں سے چند ایک کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں امت مسلمہ کا متواتر اور اجماعی عقیدہ ہے کہ آپ آسمان پر اٹھالئے گئے ہیں' آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کے قریب دجال کو قتل کرنے کے لئے نازل ہوں گے' پھر ان کی وفات ہوگی' آسمان پر اٹھائے جانا وہاں رہنا اور پھر نزول فرمانا یہ تینوں امور باہمی لازم وملزوم ہیں۔ قرآن کریم' حدیث نبوی اور اکابر امت کی تصریحات میں بھی بہ مقتضائے مقام ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کو ذکر کیا گیا ہے اور کبھی ان کے آخری زمانے میں واپس آنے کی خبر دی گئی ہے۔

جبکہ مسلمانوں کے بالمقابل قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں' ان کو زندہ سمجھنا شرک ہے' اس جسم کے ساتھ ان کا آسمان پر جانا لغو خیال ہے' قیامت کے قریب وہ ہرگز تشریف نہ لائیں گے اور جو عیسیٰ بن مریم نازل ہونے والے ہیں وہ مرزا قادیانی ہیں۔

واضح رہے کہ تمام مسلمان الحمدللہ خدا کی قدرت وحاکمیت پر کامل یقین رکھتے ہیں' ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا' وہاں زندہ رہنا اور آخر زمانے میں قیامت کے قریب آسمان سے اتر کر دجال اکبر کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کی حکمت کے عین مطابق ہے۔

اس مادی دور میں جو نئی ایجادات ہم اپنی آنکھوں سے روزمرہ مشاہدہ کررہے ہیں۔ مثلاً ریڈیو' ٹیلیفون' ٹی وی' ٹیلکس' کمپیوٹر سسٹم' وائرلیس سسٹم دیگر الیکٹریکل مشینیں' ریڈار' ایٹم بم' ایٹمی توانائی سے چلنے والے میزائل اور میزائل بردار دیوہیکل بحری جہاز' آبدوزیں' طیارے' خلاء میں بھیجے جانے والے راکٹ وغیرہ' اگر دو سو سال پہلے ان کا ذکر کیا جاتا تو کسی کے دماغ میں یہ چیزیں قطعاً نہ آتیں اور کوئی یقین نہ کرتا

مولانا منظور احمد

مگر اب کیونکہ سب کچھ ہمارے سامنے ہورہا ہے' ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں' اخبارات میں پڑھ رہے ہیں لہٰذا ان ایجادات کو باور کئے بغیر چارہ نہیں۔ اس صنعت کی ترقی کی رفتار دن بدن بڑھتی جارہی ہے اور معلوم نہیں کہ کس حد تک پہنچے گی۔

جس اللہ نے ان کو بنایا اور عقل کی دولت سے مالا مال فرمایا جس کے بل بوتے پر وہ یہ سب کچھ کمالات دکھا رہا ہے اور اعجوبے نمایاں کررہا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے کاموں میں شکوک وشبہات کا اظہار زیب نہیں دیتا جس کمزور انسان کو اپنی صنعت کی ترقی کی پرواز کی انتہا بھی معلوم نہیں وہ خداوند تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ پر کس منہ سے اعتراض کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانے کا واقعہ اور نزول ایسے ہی ہے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کا جسم خاکی کے ساتھ آسمان سے اترنا دونوں راستوں کی مسافتیں ایک ہی ہیں' باقی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جانے کی کیا حکمتیں ہیں ضعیف انسان ان کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا' اللہ تعالیٰ کے سامنے سب باتیں آسان ہیں' مگر بایں ہمہ علماً کرام نے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا' اس موضوع پر بھی قلم اٹھایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کی بہت سی حکمتیں لکھی ہیں۔

''ہم مشتے نمونہ از خروارے''

حضرت عیسیٰ کا اپنے اصلی مستقر پر آنا ضروری تھا:

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ارشاد نبوی ینزل علیکم ابن مریم حکماً کی شرح میں فرماتے ہیں:

''آخری زمانے میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا نزول جو مقدر ہوا علماً نے اس کی متعدد حکمتیں بیان فرمائی ہیں:

ایک یہ کہ ان یہود پر رد کرنا ہے جو

ان کے قتل کے مدعی تھے پس اللہ تعالیٰ نے ان کا جھوٹ کھول دیا کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کو قتل کریں گے۔

دوم یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اس لئے ان کا نزول ان کی اجل کے قریب ہونے کی وجہ سے ہوگا تاکہ زمین میں دفن کئے جائیں کیونکہ جو مٹی سے پیدا ہوا ہے وہ دوسری جگہ نہیں مر سکتا' اور بعض نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی صفت دیکھی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کو بھی امت محمدیہ میں شامل کردے پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو باقی رکھا یہاں تک کہ وہ آخری زمانے میں نازل ہوکر دین اسلام کے مجدد بنیں گے' اس وقت دجال نکلا ہوا ہوگا اس کو قتل کریں گے۔"

(فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۳۵۷/ ج ۶)

حافظ بدرالدین عینیؒ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی حکمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان کا نزول نصاریٰ کی تکذیب' ان کے باطل دعوؤں کی کجی کے اظہار اور ان کے قتل کے لئے ہوگا۔

امور مذکورہ میں ان کی خصوصیت کی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے سب سے زیادہ تعلق عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے ہے کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا' پس دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی بہ نسبت ان (حضرت عیسیٰ) کو قرب زمانی حاصل ہے' اس لئے وہ نزول کے زیادہ مستحق تھے۔"

(عمدۃ القاری ص ۳۹/ ج ۱۶)

تقریباً یہی حکمتیں علامہ شاہ نورالحق بن علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اور دیگر اکابر علماء نے اپنی کتب میں بھی تحریر فرمائی ہیں۔

عقیدۂ کفارہ کی تردید:

۱۹۱۸/ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو بمقام ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں اہل اسلام اور قادیانیوں میں ایک تحریری مناظرہ ہوا جس میں مسلمانوں کی طرف سے مناظر مولانا غلام مرتضیٰ ساکن میانی اور قادیانیوں کی طرف سے جلال الدین شمس تھا جس میں قادیانیوں کو عبرتناک شکست ہوئی روداد مناظرہ کے پہلے پرچے میں مولانا صاحب نے حیاۃ عیسیٰؑ پر جو دلائل دیئے ہیں اس میں ایک حکمت یہ بھی بیان کی ہے' آپ تحریر فرماتے ہیں:

"عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح ابن مریم بذریعہ صلیب فوت ہوئے ہیں اور قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ صلیب سے اتر کر کچھ عرصہ کے بعد حتف انفہ کی موت کے ساتھ فوت ہوئے۔ عیسائیوں اور قادیانی جماعت کے درمیان اگرچہ مسیح ابن مریم کی موت کے اسباب میں اختلاف ہے لیکن نفس موت میں متفق ہیں۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح ابن مریم پر موت آئی ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھالیا ہے اور وہ اب تک زندہ ہیں اور قرب قیامت میں نزول فرماکر تجدید اسلام کریں گے' اب حیات عیسیٰ کا مسئلہ مذہب اسلام کے مناسب ہے اور وفات عیسیٰؑ کا مسئلہ اسلام کے نامناسب' کیونکہ عیسائیت کے اصول میں سے کفارہ ہے (بقول عیسائیوں کے) ایک شخص (حضرت عیسیٰؑ) جو بے گناہ تھے چونکہ دشمنوں کے ہاتھ سے مصلوب ہوکر تمام دنیا کی لعنتیں اس نے اٹھالیں اور اس کے تین دن دوزخ میں رہنے سے اب وہ سارے لوگ جو اس بات پر ایمان لاتے ہیں ہمیشہ کے لئے دوزخ سے نجات پاگئے۔" (العیاذ باللہ' ناقل)

جس کی مذہب اسلام نے یوں تردید کی ہے:

"لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ" یعنی دوسرے کا بوجھ کوئی نہیں اٹھاسکتا۔ عقیدۂ کفارہ کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے فرمایا: "بل رفعہ اللہ الیہ" مسیح تو مرے نہیں ان کو خدا تعالیٰ نے اٹھالیا' جب عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں تو کفارہ کہاں:

"نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری"

اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں اگر کوئی حربہ اہل اسلام کے پاس ہے تو وہ حضرت عیسیٰ کی حیات ہے جس سے عقیدۂ کفارہ کی بنیاد کھوکھلی ہی نہیں بلکہ جڑ سے اکھڑ جاتی ہے' پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں فتنۂ صلیبی کو پاش پاش کرنے آیا ہوں اس کا فرض اولین ہونا چاہئے تھا کہ وہ وفات حضرت عیسیٰؑ سے انکار کرتا' واللہ مجھے سخت حیرت ہوتی ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ حضرت عیسیٰؑ

کی حیات سے ان کی الوہیت کی تائید ہوتی ہے۔ الوہیت کی تائید اس صورت میں ہوتی جب ہم حضرت عیسیٰؑ کو ہمیشہ کے لئے زندہ بذاتہٖ اعتقاد کرتے' جب ہم قیامت سے پہلے ان کی وفات کے قائل ہیں تو پھر تائید الوہیت کیسی؟

اور نیز مجھے حیرانگی آتی ہے جب میں سنتا ہوں کہ حضرت عیسیٰؑ کی موت سے عیسائیوں کا خدا مرجاتا ہے اور عیسائی مذہب ہمیشہ کے لئے مغلوب ہوجاتا ہے کیا عیسائیوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰؑ کی موت کا نہیں ہے؟ کیا عیسائیوں میں سے اس بات کے قائل نہیں کہ عیسیٰؑ نے جلا کر جان دی؟ پھر جو بات خود عیسائی مانتے ہیں اس سے ان کے مذہب کی موت اور مغلوبیت کیسی؟

یہ فقط جی خوش کرنے والی بات ہے:

"دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے"

ہاں اگر حضرت عیسیٰؑ کی موت سے انکار کردیا جائے اور ان کو زندہ تسلیم کیا جاوے جیسا کہ قرآن کریم کا منشا ہے تو (اس سے) عقیدۂ کفارہ (جو عیسائیوں کا بنیادی عقیدہ ہے) کی بیخ کنی ہوجاتی ہے۔"

(الظفر الرحمانی فی کشف القادیانی ص ۲۶۵)

ختم نبوت کا عملی مظاہرہ:

حضرت محدث العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

حدیث شریف میں ہے: "انا اولی الناس بعیسیٰ ابن مریم" مجھے عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قرب ہے بہ نسبت تمام لوگوں کے اور بلاشبہ وہ نزول فرمائیں گے' انبیاؑ بنی اسرائیل کے آخری نبی اولوالعزم کا' خاتم النبیین علی الاطلاق (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کی نصرت کے لئے تشریف لانا اور شریعت محمدیہ پر عمل فرمانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الانبیاؑ اور خاتم الانبیاؑ ہونے کا عملی مظاہرہ ہے نہ فضیلت محمدیہ کو دنیا پر واشگاف کردینا منظور ہے' آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تشریف لانا ایسا ہی ہے جیسے ایک نبی دوسرے علاقے میں چلا جائے چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام' حضرت یوسف علیہ السلام کے علاقے میں تشریف لے گئے۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے تو نبی ہوں گے لیکن بحیثیت حکماً عدلاً تشریف آوری ہوگی بطور حج منت فرمانے کے تشریف آوری ہوگی' روایات سے پتہ چلتا ہے کہ قرب قیامت میں عیسائی اقوام کی مسلمانوں سے مڈبھیڑ رہے گی لہٰذا اہل کتاب کی اصلاح کے لئے (آپ) تشریف لائیں گے' ثالث وہی ہوتا ہے جو ہر دو فریق کے نزدیک مسلم ہو۔

(نیز) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی بنائے جاچکے ہیں' نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدۂ اسلام کا اجماعی اور متواتر عقیدہ ہے۔ مرزا غلام احمد نے اجماع کو حجت مانا ہے اور اس کے منکر پر لعنت کا اعلان کیا ہے۔ (انجام آتھم ص ۱۴۴)

(اور تو اور)

مرزا نے کفار کے تواتر کو بھی حجت مانا ہے۔ (تریاق القلوب)

چہ جائیکہ امت محمدیہ کے تواتر سے ثابت شدہ اجماعی عقیدہ کو نہ مانا جائے۔

(انوار انوری ص ۱۴۵ تا ۱۴۶)

مسیح ضلال کے قتل کے لئے مسیح ہدایت:

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

"کفر کا ایک انتہائی مقام ہے اور ایمان و ہدایت کا بھی' کافر اعلیٰ کے لئے خدا کا سب سے اعلیٰ بندہ ہی مقابلہ کے لئے موزوں ہوتا ہے' اسی تقابل اور تضاد سے کائنات بھری ہوئی ہے بقول ذوق:

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن
اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

غرضیکہ آخری زمانے کے دجال کذاب کے لئے جو کفر کا اعلیٰ فرد ہوگا' اس کے مقابلہ کے لئے اعلیٰ و اکمل ہستی کی ضرورت ہے اور وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہوسکتے ہیں' مگر آپ کی شان سے گری ہوئی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقابلہ کے لئے تشریف لائیں' اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام' جن کو کئی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مناسبت ہے اور جو آسمان پر اٹھائے گئے ہیں' دجال کو قتل فرمائیں۔"

(تجلیات عثمانی ص ۲۷۹)

☆☆..............☆☆

مخزن برکات

مولانا سید مناظر احسن گیلانی

سرچشمۂ ہدایت

کثرتوں کا ارتکازی مجموعہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا' ہاتھی کا کوہ پیکر جثہ ہو یا برگد کے پھلوں کا خشخاشی تخم وحبہ' ہر ایک میں دیکھا جارہا ہے کہ ان کے بکھرے ہوئے اجزا کی یکجہتی اور باہمی ارتباط کو قائم رکھنے کے لئے بھی اور اپنے اپنے نوعی کمالات کو نشوونما ارتقاء و بالیدگی کے آخری نقاط تک پہنچانے کے لئے بھی ایک ایسا مرکزی نقطہ ہر ایک میں پایا جاتا ہے کہ اس مرکزی نقطہ کے وجود کو اس سے اگر نکال دیا جائے تو ایک طرف سارے کٹے ہوئے اجزاء بکھر جائیں گے اور دوسری طرف بیرونی فیوض کو جذب کر کے ارتقاء ونشوونما کے جس عمل کو یہ مرکزی نقطہ جاری رکھے ہوئے تھا یہ عمل بھی رک جائے گا۔

میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اس کو مثال سے سمجھئے! آم کی گٹھلی یا اسی قسم کے پھلوں کے تخم کو آپ نے دیکھا ہوگا' آپ جانتے ہیں کہ آم کا درخت اسی گٹھلی سے برآمد ہوتا ہے پتے' شاخیں' پھول' پھل کا ایک طوفان ہوتا ہے جو اسی گٹھلی کی راہ سے اپنی اپنی شکلوں کے ساتھ باہر نکل کر آم کے درخت کا جزو بنا رہتا ہے' لیکن آم کی اسی گٹھلی کو چیریئے' اس میں ایک چیز آپ کو نظر آئے گی' جسے تخموں اور گٹھلیوں کا انکھوا کہتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ گٹھلی سے اس انکھوے کو نکال لینے کے بعد خواہ کتنی ہی اچھی نرم اور پاکیزہ زمین میں اس کو بویا جائے اور چشموں کے کیسے ہی صاف وشفاف پانی سے اس کی آبیاری کی جائے لیکن بجائے اس کے کہ اس گٹھلی سے پودا نکلے آپ دیکھیں گے کہ گٹھلی سڑتی چلی جارہی ہے تا آنکہ بالآخر سڑ سڑ کر اس کے اجزاء مٹی میں مل کر ادھر ادھر غائب ہو جائیں گے۔

حاصل یہی ہے کہ گٹھلیوں کا یہی مرکزی نقطہ وہ نقطہ ہے کہ دیکھنے میں خواہ کتنا ہی بے حیثیت اور معمولی چیز نظر آتا ہو لیکن کسی درخت کے شجری نظام اور اس کے سارے آثار ونتائج کا حصول یقیناً اسی مرکزی نقطہ کے ساتھ وابستہ ہے' اس کو نوچ کر گٹھلی سے اگر الگ کر لیا جائے تو سارے فیوض جن سے درخت کا تنا اس کی ڈالیاں' شاخیں' پتے' پھول' پھل جو مستفید ہوتے رہتے ہیں ان کا قصہ ہی ختم ہو جائے گا۔

الغرض حیوانی وانسانی اجسام میں جو حیثیت قلب کی ہے اور نباتاتی حقائق کے لحاظ سے جو اہمیت گٹھلیوں کے اس مرکزی نقطہ کی ہے جسے عوام گٹھلیوں کا انکھوا کہتے ہیں' دل یہ پوچھتا ہے کہ مٹی کا یہ تودہ جس کا نام زمین اور دھرتی ہے جس سے علاوہ عناصر اور معدنی مرکبات کے نباتاتی' حیوانی' انسانی ہستیوں کی بے پناہ موجیں ابل رہی ہیں' ان ساری پیداواروں کے لئے زمین بھی اپنے اندر کیا کوئی ایسی چیز رکھتی ہے جسے ارضی فیوض وبرکات مرکزی نقطہ ٹھہرایا جائے؟ کیا اس کا بھی کوئی دل ہے؟ جس سے مختلف ارضی پیداواروں کی رگوں میں نشوونما اور ارتقاء وبقاء کا خون دوڑ رہا ہے یا یوں پوچھئے کہ یہ خاکی گٹھلی بھی اپنے اندر کیا کوئی ایسا انکھوا رکھتی ہے کہ اس کے ساتھ ان ساری چیزوں کا قیام وابستہ ہو جو زمین سے پیدا ہو رہی ہیں اور تمام خطرات کا مقابلہ کرتے ہوئے اس خاکی کرہ کی پشت پر نمایاں ہو ہو کر جسد ارضی پر اپنے اقتضائی کمالات کو حاصل کرتی چلی جارہی ہیں' نہ ماننے والوں سے ابھی بحث نہیں لیکن جنہوں نے مانا ہے کہ:

"بنایا اللہ نے الکعبہ کو جو البیت
الحرام (محترم گھر) ہے سارے انسانوں
کے قیام کا ذریعہ۔" (سورۂ مائدہ)

اب خود بتایئے کہ اس صورت میں ان سوالوں کے جواب میں ایک مومن بالقرآن کی نظر "کعبہ" کے سوا کیا کسی دوسری چیز پر پڑ سکتی ہے؟ وہی الکعبہ

البیت الحرام جس کا تذکرہ کرتے ہوئے اسی قرآن میں قیام وبقاء سے بھی آگے بڑھ کر:

"اور دیکھو جب بنایا ہم نے اسی "البیت" (گھر) کو انسانوں کے لئے مثابہ اور امن کا ذریعہ" (البقرہ)

کی بھی جب تصریح کردی گئی ہو "مثابۃ" کی لغوی و اصطلاحی تشریح کرتے ہوئے علامہ راغب اصفہانی اپنے مفردات میں لکھتے ہیں:

"سمی مکان المستقی علی فم البیر مثابہ."

ترجمہ: "پینے والوں کے لئے کنوئیں کے منہ پر جو جگہ ہوتی ہے اسی کو مثابہ کہتے ہیں."

جس کا مطلب یہی ہوا کہ پینے والوں کو کنوئیں کا پانی جس خاص جگہ سے پلایا جاتا ہے' اسی کو عربی میں "مثابہ" کہتے ہیں۔ اب سوچئے کہ یہی حیثیت "مثابہ" ہونے کی جب "الکعبۃ" کو حاصل ہے تو حاصل اس کا بجز اس کے اور کیا ہوا کہ سارے فیوض و برکات جو زمین کے اس کرہ پر تقسیم ہو رہے ہیں' ان کے گزرنے کا مرکزی نقطہ یہی "الکعبۃ" ہے اور صرف "مثابۃ" ہی نہیں بلکہ اسی آیت کے لفظ "امنا" سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ امن وامان کی بھی ساری ذمہ داری قدرت نے اسی "البیت الحرام" کے ساتھ وابستہ فرمادی ہے۔ الغرض یہاں جس کسی کو جہاں کہیں جو کچھ مل رہا ہے یہ قرآن کے نصوص صریحہ کا اقتضاء ہے' گویا یوں سمجھنا چاہئے کہ ساری کائنات کے ساتھ "العرش" کی نسبت قرآن نے جو بیان کی ہے کہ الرحمان اسی "العرش" کو مرکز بنا کر اپنی رحمتیں دنیا میں تقسیم فرمارہا ہے' یہی نسبت زمین کے خاص کرہ کے ساتھ الکعبۃ بھی رکھتا ہے۔ روایتوں میں "الکعبۃ" کے متعلق اس قسم کے الفاظ جو پائے جاتے ہیں مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کو خطاب کر کے رب العزت نے فرمایا کہ:

"اے آدم! اتارا ہے میں نے تیرے لئے ایک گھر' تو اس گھر کا اسی طرح طواف کرے گا جیسے "العرش" کے گرد طواف کیا جاتا ہے اور تو اس گھر کے آگے اسی طرح نماز پڑھے گا جیسے میرے عرش کے سامنے نماز پڑھی جاتی ہے۔"

(تاریخ الخمیس عن قتادہ وعطاء صفحہ ۸۹)

اور ایک یہی روایت نہیں بلکہ اسی قسم کے الفاظ دوسری روایتوں میں جو پائے جاتے ہیں' ان سے بھی اسی مسئلہ کی تصدیق ہوتی ہے کہ کرۂ ارض کا "قلب" اور وہ مرکزی نقطہ جس سے سارے برکات و فیوض اس زمین پر بٹ رہے ہیں وہ یہی "الکعبۃ" ہے۔ اور روایتوں کو تو جانے دیجئے' میں پوچھتا ہوں کہ مشہور قرآنی آیت:

"سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ قطعاً وہی ہے جو "مکہ" میں ہے' جو سارے جہانوں کے لئے مبارک بھی ہے اور ان کی ہدایت کا سرچشمہ بھی۔"

کے بعد تو اس قسم کی روایتوں سے تائید حاصل کرنے کی بھی قطعاً ضرورت باقی نہیں رہتی۔ آخر روایتوں سے اور کیا معلوم ہوتا ہے؟ یہی تو کہ زمین کے کرہ پر سب سے پہلا نقطہ جو متعین کیا گیا' یہ وہی حصہ ہے جسے "الکعبۃ" کی دیواریں اس وقت تک گھیرے ہوئے ہیں۔ روایتوں پر تو یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ اس واقعہ کا مشاہدہ کرنے والا اس وقت کون موجود تھا؟ لیکن قرآن کی خبروں پر جو یقین کرتے ہیں کہ خالق کائنات کی دی ہوئی خبریں ہیں' ان کے لئے تو اس شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کیونکہ یہ تاریخی شہادت تو اس کی ہے جو اس وقت بھی موجود تھا جب نہ زمین پھیلائی گئی تھی اور نہ آسمانوں کے خیمے تانے گئے تھے' اور اس وقت بھی وہ غائب نہ تھا جب "الناس" یعنی نسل انسانی کے لئے یہ سب سے پہلا گھر بنایا جارہا تھا' بلکہ اس واقعہ کی خبر دینے والا ہی جب وہ ہے جس نے حد بندی کے اس عمل سے زمین کے اس خاص حصہ کو امتیاز بخشا ہے تو اس سے بڑھ کر یقینی خبر اور کس کی ہوسکتی ہے۔

یہی نہیں بلکہ آگے "مبارکا" کے لفظ کا اضافہ جو اس آیت میں کیا گیا ہے' اس کا مطلب آپ خود سوچئے کہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ برکتوں کا خزینہ اور فیوض کا حقیقی دفینہ بھی زمین کے اسی حصہ کو بنایا گیا' یہی وہ قدرتی سرچشمہ ہے جس سے برکتیں ابل رہی ہیں اور وہیں سے چھلک چھلک کر ساری دنیا میں تقسیم ہورہی ہیں' اور یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ "العالمین" یعنی سارے جہانوں کے لئے رہنمائی اور ہدایت کا توحیدی نظام جب قائم کیا گیا اور نبوت کو ختم کر کے "العالمین" کی ہدایت کا مرکزی مقام مکہ منتخب ہوا' جیسا کہ "ھدی للعالمین" کے الفاظ کا اقتضاء ہے' تو یہ اتفاقی واقعہ نہ تھا' بلکہ مادی برکتوں کا سرچشمہ جو مقام تھا اسی کو دینی و اخلاقی تعلیمات کی اشاعت کا مرکز بھی مقرر کیا گیا' آخر "للعالمین" کے لفظ کا تعلق صرف "ھدیٰ" ہی کے لفظ سے کیوں سمجھا جائے' میں تو یہی

سمجھتا ہوں کہ ''مبارکا'' کے لفظ کو بھی ''للعالمین'' سے مربوط سمجھنا چاہیے۔

مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ ان صریح نصوص اور واضح بینات کی روشنی میں بھی ''ام القریٰ'' (جو مکہ کا قرآنی نام ہے) اس کے سمجھنے یا سمجھانے سے لوگ کیوں گریز کرتے رہے۔ ''القریٰ'' کا لفظ یقیناً ایک عام اور مطلق لفظ ہے' ان ساری آبادیوں کو حاوی ہے جو بساط زمین کے کسی گوشہ میں شرقاً و غرباً' شمالاً و جنوباً پہلے پائی گئی ہوں یا اب پائی جاتی ہوں یا آئندہ پائی جانے والی ہوں' وہ ایشیا میں ہوں یا افریقہ میں' امریکہ میں ہوں یا یورپ میں قرآنی الفاظ کے مستند شارح علامہ راغب نے بھی ''ام القریٰ'' کی یہی تشریح کرتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ان الفاظ کو نقل کیا کہ

ساری دنیا اس کے نیچے سے پھیلائی گئی۔ اشارہ اسی برکاتی مرکزیت کی طرف ہے' جسے قرآن میں ''مبارکا'' کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے بلکہ بجائے ''مکہ'' کے اسی آبادی کے دوسرے نام یا تلفظ یعنی ''بکہ'' کے لفظ کو قرآن نے یہاں جو اختیار کیا ہے' میرے خیال میں یہ بھی کوئی اتفاقی بات نہیں ہے۔ نزول قرآن سے صدیوں پہلے ''الکعبۃ'' کی اس عالمگیر اہمیت کا انکشاف کرتے ہوئے پیغمبر داؤد علیہ السلام کی کتاب زبور میں ان والہانہ تمہیدی فقرات کے بعد کہ:

''اے لشکروں کے خداوند! تیرے مسکن کیا ہی دلکش ہیں' میری روح خداوند کی بارگاہ کے لئے آرزومند بلکہ گداز ہوتی ہے' میرا من' میرا تن زندہ خدا کے لئے للکارتا ہے۔''

پھر اس کی مثال دیتے ہوئے کہ ہر چیز ایک مرکز رکھتی ہے' فرماتے ہیں:

''گوریے نے بھی اپنا گھونسلا اور ابابیل نے بھی اپنا آشیانہ پایا ہے جہاں وہ اپنے بچے رکھیں۔''

آخر میں زبور کا یہ مشہور فقرہ ہے:

''مبارک وہ انسان ہیں جن میں قوت تجھ سے ہے اور ان کے دل میں تیری راہیں ہیں' وہ بکہ کی وادی میں گزر کرتے ہیں اور اسے ایک کنواں بناتے ہیں' پہلی برسات اسے برکتوں سے ڈھانپ لیتی ہے۔''

یہ داؤد علیہ السلام کی کتاب ''زبور'' کے فقرے ہیں جس میں چاہ زمزم ہی کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا ہے بلکہ قرآنی لفظ ''مبارک'' کے مفہوم کو بھی خاص پیرایہ میں ادا کر دیا گیا ہے' پہلی برسات الرحمان کی پہلی توجہ ہے جو کرۂ زمین کی آبادی کے لئے کی گئی۔

میں جانتا ہوں کہ آج کل زبور کے جو تراجم شائع ہو رہے ہیں ان میں ''بکہ'' کے لفظ کو اپنی اصلی صورت پر چاہا گیا ہے کہ باقی نہ رکھا جائے' بعض نسخوں میں بجائے ''وادی بکہ'' کے ''وادی بقا'' اور بعضوں میں ''وادیٔ بکا'' کے الفاظ پائے جاتے ہیں لیکن دور جانے کی ضرورت نہیں' مسلمانوں میں آج کل سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں جو کتاب سب سے زیادہ مقبول اور عموماً ہر جگہ مل سکتی ہے اس میں آپ مشہور عیسائی عالم' جو نسلاً یہودی تھا' یعنی پروفیسر مارگولیوتھ کی یہ شہادت پڑھ سکتے ہیں جس میں اس نے بیان کیا ہے کہ بجز مکہ معظمہ کے زبور کا یہ ''بکہ'' اور کوئی دوسرا مقام نہیں ہو سکتا اور یہی میرا خیال ہے کہ بجائے عام اور مشہور نام ''مکہ'' کے یہ بتاتے ہوئے کہ یہی سب سے پہلا گھر ہے' مندرجہ بالا آیت میں ''بکہ'' کے نام اور تلفظ کو جو اختیار کیا گیا ہے تو یہ اشارہ غالباً زبور کے اسی کی طرف ہے جس میں داؤد علیہ السلام نے ''بکہ'' ہی کے لفظ سے اسے یاد کیا ہے' جو ''الکعبۃ'' کی قدامت کے لئے یقیناً ایک اہم تاریخی وثیقہ ہے۔ موجودہ زمانہ کے حساب سے یہ تین ہزار سال سے کم پرانی شہادت نہیں ہے لیکن داؤد علیہ السلام کا زمانہ تو نسبتاً بعد کا زمانہ ہے' ان سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب نوشتے جو بائبل کے موجودہ مجموعہ میں پائے جاتے ہیں' اس میں ''الکعبۃ'' کے متعلق آپ کو مسلسل تاریخی شہادتیں ملتی چلی جائیں گی۔ تورات کا فقرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق کہ:

''اس نے بیت ایل کے مشرق میں ایک پہاڑ کے پاس اپنا ڈیرہ قائم کیا۔ بیت ایل اس کے مغرب اور عی اس کے مشرق میں تھا۔'' (تکوین باب ۱۲)

تورات کے جو عالم ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ بیت ایل یعنی بیت اللہ جس کے مشرق کی طرف ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ڈیرہ گاڑا تھا' یہ وہی ''الکعبۃ'' (بیت الحرام) کا مرکزی نقطہ تھا جہاں بعد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ گھر اٹھایا تھا۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب استثنا یا ثنی کا مشہور فقرہ:

"خداوند سینا سے آیا اور سعیر سے
ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ
جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ
آیا۔" (باب ۳۳ ورس ۲)

بائبل کی جغرافیائی تحقیق بھی اسی نتیجہ تک پہنچاتی ہے کہ فاران یا پاران سے اسی خطے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس میں الکعبہ واقع ہے اور بخاری کی روایت بھی بتاتی ہے کہ کعبہ والے شہر مکہ میں دس ہزار صحابیوں کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تھے۔

بہر حال اگرچہ بگاڑنے، چھپانے اور مشتبہ کرنے کی مسلسل کوششوں کی آماجگاہ بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے یہ نوشتے صدیوں سے بنے ہوئے ہیں لیکن پھر بھی جو چیزیں اس وقت تک ان کتابوں میں پائی جاتی ہیں، جن میں کرۂ زمین کے اس مرکزی "مقام مبارک" کا تذکرہ کیا گیا ہے اگر سب کو جمع کیا جائے تو وہ کافی ضخیم رسالہ بن سکتا ہے، ایسا رسالہ جسے دیکھ کر اضطراراً اس قرآنی دعویٰ یعنی:

"(اہل کتاب) جانتے ہیں اس (الکعبہ) کو
اسی طرح جیسے پہچانتے ہیں وہ اپنے بچوں کو۔"

کی تصدیق و اعتراف پر آدمی مجبور ہو جاتا ہے۔ کاش! کسی کو توفیق ہوتی کہ اس قرآنی اشارے کی توضیح کے لئے بائبل کی ان گواہیوں کو جمع کر دیتا۔

سر دست مذکورہ بالا چند شہادتوں پر قناعت کرتے ہوئے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ الکعبہ کے متعلق اسلامی کتابوں میں جو چیزیں پائی جاتی ہیں، ان کے متعلق خواہ کچھ بھی کہا جائے لیکن عہد اسلامی سے پہلے بنی اسرائیل کے ان نوشتوں کے متعلق بھی کیا اس شبہ کی گنجائش ہے کہ مسلمانوں نے اپنی طرف سے ان الفاظ کا اسرائیلی کتابوں میں اضافہ کر دیا ہے، اور یہ کتابیں تو غیر مذہب و دین سے تعلق رکھتی ہیں مگر مسلمانوں سے بہت پہلے یونان و روم کے مؤرخوں کی کتابوں میں سرزمین عرب کے اس پرانے معبد (الکعبہ) کا ذکر جن الفاظ میں پایا جاتا ہے، یونانیوں کے قدیم مؤرخ ہیرو ڈوٹس یا رومی مؤرخ سیس لس کی تاریخوں سے لوگوں نے جو فقرے نقل کئے ہیں، مولانا شبلی مرحوم کی سیرت میں بھی آپ کو وہ مل سکتے ہیں، ان کو دیکھنے کے بعد یہ دعویٰ کیا غیر تاریخی یا بے بنیاد ٹھہرایا جا سکتا ہے کہ پشت زمین پر آج جتنے مکانات پائے جاتے ہیں ان میں کوئی مکان یا گھر قرآن کے اس "اول البیت" کے مقابلہ میں اس حیثیت سے اپنے آپ کو نہیں پیش کر سکتا کہ اس وقت تک مسلسل نہ صرف اپنے وجود کو بلکہ احترام و عزت کی مرکزیت کو باقی رکھتے ہوئے موجودہ عہد تک چلا آیا ہو؟

اس میں شک نہیں کہ بعض شہر یا دنیا کی بعض آبادیاں بہت پرانی ہیں لیکن سوال کسی شہر اور آبادی کے متعلق نہیں بلکہ ایک مختصر سے گھر جیسا کہ "الکعبہ" ہے، اس کے متعلق میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنا پرانا گھر کیا اس وقت زمین کے اس کرہ پر چل سکتا ہے؟ ہیرو ڈوٹس جو حضرت مسیح سے چھ سو سال پہلے گزرا ہے اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ:

"عرب کے اس معبد کا بہت قدیم زمانے سے لوگ احترام کرتے چلے آئے ہیں۔"

سوچئے تو اس کا مطلب کیا ہوا؟

☆☆..........☆☆

بقیہ: اسلام کا پانچواں رکن

سے منہ نہ موڑ، گو ہماری خطائیں بے شمار ہیں لیکن ہم سب تیرے ہی نام سے کہلائے ہیں اور تیری راہ میں دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہیں!

اے ستار و تواب و رحیم! کیا ہمارا غم دائمی ہے، کیا ہمارے خزاں کے لئے کبھی بہار نہیں اور کیا ہمارے زخم کے لئے کوئی مرہم نہ ہوگا؟ اے نسل ابراہیم کے امیدگاہ! تو ہمیشہ کے لئے ہمیں نہ بھول اور ہمیں اپنی طرف لوٹا لے، ہم تجھ سے ہمیشہ بھاگے ہیں مگر اب ہم تیری طرف لوٹ آئیں گے کیونکہ ہمیں کہیں پناہ نہ ملی!

تو ہمیں نیکی اور صداقت کے لئے چن لے اور اپنی ہدایت و عدالت کی تبلیغ کا بوجھ پھر ہماری گردنوں پر ڈال! دنیا آج انتہائی ترقی کے بعد بھی امن و عدالت کے لئے ویسی ہی تشنہ ہے جیسی ظہور صداقتِ کبریٰ کے اولین عہد جہالت میں تھی۔

☆☆..........☆☆

عبدالحق تمنا کو صدمہ

جناب عبدالحق تمنا صاحب (جن کی نعتیں وقتاً فوقتاً ہفت روزہ ختم نبوت میں شائع ہوتی رہتی ہیں) کے جواں سال صاحبزادے بلال صدیقی کا گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی انتقال ہو گیا۔ مرحوم پابند صوم و صلوٰۃ اور پکے سچے مسلمان تھے۔ ان کی وفات مرحوم کے والد محترم اور جملہ پسماندگان کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔ تمام قارئین، احباب، کارکنان و مبلغین اور قارئین ختم نبوت سے دعائے مغفرت و بلندی درجات کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

آخری قسط

اسلام کا پانچواں رکن

کیا یہ اسی نسل اور گھرانے کے لوگ ہیں جس نے خدا کے رشتوں کو یکسر کاٹ ڈالا اور اس طرح اس کی طرف سے منہ موڑ لیا کہ اس کی بستیوں اور آبادیوں میں خدا کے نام کے لئے ایک آواز اور ایک سانس بھی باقی نہ رہی؟ آہ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ یہ قدسیوں کی سی معصومیت فرشتوں کی سی نورانیت اور سچے انسانوں کی سی محبت ان میں کہاں سے آ گئی؟

تمام دنیا تعلی تعصبات کے شعلوں میں جل رہی ہے مگر دیکھو یہ دنیا کی تمام نسلیں کس طرح بھائیوں اور عزیزوں کی طرح ایک مقام پر جمع ہیں' اور سب ایک ہی حالت' ایک ہی وضع' ایک ہی لباس' ایک ہی قطع' ایک ہی مقصد اور ایک ہی صدا کے ساتھ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں؟ سب خدا کو پکار رہے ہیں' سب خدا ہی کے لئے حیران اور سرگشتہ ہیں' سب کی عاجزیاں اور درماندگیاں خدا ہی کے لئے ابھر آئی ہیں' سب کے اندر ایک ہی لگن اور ایک ہی ولولہ ہے' سب کے سامنے محبتوں اور چاہتوں کے لئے اور پرستشوں اور بندگیوں کے لئے ایک ہی محبوب و مطلوب ہے اور جب کہ تمام دنیا کا محور عمل نفس و ابلیس ہے تو یہ سب صرف خدا کے عشق و محبت میں خانہ ویران ہو کر اور جنگلوں اور دریاؤں کو قطع کر کے دیوانوں اور بیخودوں کی طرح یہاں اکٹھے ہوئے ہیں!

انہوں نے نہ صرف دنیا کے مختلف گوشوں کو چھوڑا بلکہ دنیا کی خواہشوں اور ولولوں سے بھی کنارہ کش ہو گئے اب یہ ایک بالکل نئی دنیا ہے جس میں صرف عشق الٰہی کے زخموں اور سوختہ دلوں کی بستی آباد ہوئی ہے یہاں نہ نفس کا گزر ہے جو غرور بیجی کا مبدا ہے اور نہ انسانی شرارتوں کو بار مل سکتا ہے خونریزی اور ظلم و سفاکی میں کرۂ ارض کی سب سے بڑی درندگی ہے یہاں صرف آنسو ہیں جو عشق کی آنکھوں سے بہتے ہیں' صرف آہیں ہیں جو محبت کے شعلوں سے دھوئیں کی طرح اٹھتی ہیں' صرف دل سے نکلی ہوئی صدائیں ہیں جو پاک دعاؤں اور مقدس نداؤں کی

مولانا ابوالکلام آزاد

صورت میں زبانوں سے بلند ہو رہی ہیں اور ہزاروں سال پیشتر کے عہد الٰہی اور راز و نیاز عبد و معبودی کو تازہ کر رہی ہیں: "لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک"

یہ وہ مجمع ہے جس کی بنیاد دعاؤں نے ڈالی ہے جس نے دعاؤں سے نشوونما پائی' جو صرف دعاؤں ہی کے لئے قائم کیا گیا' جس کی ترکیب بھی اول سے لے کر آخر تک دعاؤں ہی کے مناسک سے ہوئی اور جو دعاؤں ہی کی لازوال طاقت سے قائم ہے سب سے پہلی دعا وہ تھی جو اس گھر کی بنیاد رکھتے ہوئے خدا کے دو قدوس دوستوں کی زبانوں پر جاری ہوئی:

"اے پروردگار! ہمیں اپنا اطاعت شعار بنا اور ہماری نسل سے ایک امت پیدا کر جو تیری مومن و مسلم ہو اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتلا دے اور ہماری توبہ قبول کر لے تو تو بہت ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے اور پھر اے پروردگار! ہماری نسل میں ایک اپنا رسول مبعوث کر جو اس کے آگے تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے اخلاق کا تزکیہ کر دے۔" (سورۃ البقرہ)

سو بیابان حجاز کے قدوس لم یزل نے یہ دعا قبول کر لی اور اپنی اس "امت مسلمہ" کو پیدا کیا جو فی الحقیقت وجود ابراہیمی کے اندر پنہاں تھی:

"بیشک حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اپنے وجود واحد کے اندر ایک پوری قوم اور خدا پرست امت تھے۔" (پ۱۴ع۲۲)

یہ گھرانہ درحقیقت دنیا کی امامت اور ارض الٰہی کی وراثت کے لئے آباد کیا گیا تھا اور اس کا عہد و میثاق روز اول ہی بندھ گیا تھا۔

پس اس مقدس دعا کی قبولیت نے "امت مسلمہ" کو بھی قائم کیا اور دنیا کے تزکیہ اور تعلیم کتاب و حکمت کے لئے سلسلہ ابراہیمی کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مبعوث کیا نیز جو امامت و پیشوائی اور خلافت فی الارض حضرت ابراہیم خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی تھی' اس کی وارث ان کی ذریت و نسل ٹھہرائی گئی البتہ بموجب اپنے عہد کے ظالموں کو اس سے محروم کر دیا گیا۔ اس نسل کے جو

لوگ اپنے نفس و روح کے لئے ظالم ہوئے اور خدا کے مقدس نوشتوں کی اطاعت سے سرکشی کی' ان سے وہ امامت موعودہ بھی چھین لی گئی اور خلافت موہوبہ سے بھی محروم کر دیئے گئے۔

یہ دعاؤں کا وعدہ تھا جس کا ظہور ہماری اقبال و کامرانی کی تاریخ ہے اور اسی طرح یہ بددعاؤں کی ایک وعید بھی تھی جس کی سزائیں اور محرومیاں ہماری برگشتگی اور درماندگیوں کا ماتم ہے! وہ ہم ہی تھے جو: "انی جاعلک للناس اماما" کے وارث ٹھہرائے گئے تھے اور ہم ہی ہیں جو آج: "لاینال عہدی الظالمین" کی تصویر نامرادی ہیں!

"یہ سب کچھ ان اعمال کا نتیجہ ہیں
جو خود انہوں نے اختیار کئے ورنہ خدائے
کریم تو اپنے بندوں کے لئے کبھی بھی ظالم
نہیں ہوسکتا۔"

پس دعاؤں کا یہ اجتماع لاہوتی' امت مسلمہ کا یہ مجمع مبارک اور روحانیت مقدسہ ابراہیمیہ کا یہ مظہر عظیم و جلیل' قریب ہے کہ اسی بیابان حجاز میں ظہور کرے جہاں خدائے ابراہیم و محمد علیہما السلام نے امامت و خلافت الٰہی کے لئے اولین دعا کو سنا اور پھر ہمیشہ دعاؤں کو سننے اور اپنی پکاروں اور نداؤں کے بلند ہونے کے لئے اسے برگزیدہ کر دیا۔

اس وقت کا تصور کرو کہ وہ کیسا وقت عظیم ہوگا۔ جب کہ لاکھوں انسانوں کے اندر سے اسوۂ ابراہیمی کی روحانیت عظمیٰ اپنے خداوند کو بیقرارانہ پکارے گی اور اس کے مقدس عہد میثاق کا رشتہ تازہ ہوگا۔ لاکھوں سر ہوں گے جو بیقرارانہ خداوند کے حضور جھکائے جائیں گے' لاکھوں پیشانیاں ہوں گی جو اس کی چوکھٹ پر گرائی جائیں گی' لاکھوں دل ہوں گے جو اس کے نظارۂ جمال سے عشق میں ڈوب جائیں گے اور لاکھوں زبانیں ہوں گی جن سے اس کے حضور میں دعائیں نکلیں گی' پھر اس وقت ایسا ہوگا کہ دریائے محبت الٰہی جوش میں آئے گا' ملائکہ مقربین اس کے خلوت وصال کو اس کے دوستوں کے لئے خالی کر دیں گے اور وہ اپنے جمال عالم آراء کے جلوے سے اس تمام محشر عشق طلب کو ڈھانپ لے گا۔

سو چاہئے کہ اس وقت عظیم و جلیل اور ایام الالٰہیہ مخصوصہ کے حصول کو غنیمت سمجھو اور تم خواہ کہیں ہو اور کسی حال میں ہو لیکن اپنی تمام قوتوں اور جذبوں سے کوشش کرو کہ تمہاری دعائیں بھی ان دعاؤں کے ساتھ شامل ہو جائیں اور تمہاری بے تابیاں اور بیقراریاں بھی ٹھیک اسی وقت خدا کے حضور رحمت طلب ہوں کہ یہ وقت پھر میسر نہ آئے گا۔ دنیا انقلاب وتجدد کے ایک مہیب عہد سے گزر رہی ہے اور نئے موسم کی علامتوں نے ہر طرف طوفان اور بجلیوں کی ایک قیامت کبریٰ بپا کر دی ہے۔ ممکن ہے کہ روز ہجر ختم ہونے والا اور عہد وصال کی ایک نئی رات شروع ہونے والی ہو' پس ضرور ہے کہ دن بھر جن لوگوں نے غفلت کی ہے وہ اب عین شام کے وقت غفلت نہ کریں کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ شام آ گئی ہے اور چراغوں کا انتظام کرنا چاہئے۔

ہاں' مومن کو چاہئے کہ وہ یکسر دعاؤں میں ڈوب جائے اور ان مقدس ایام کے اندر صدق دل سے توبہ کرلے اور اپنے خداوند سے اپنا معاملہ درست کرلے یہ بڑا ہی سخت وقت ہے جس کی نوشتۂ الٰہی میں خبر دی گئی تھی۔ وہ وقت موعود اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ آ گیا ہے اور زمین اپنے گناہوں کی پاداش میں الٹ دی گئی ہے پس توبہ کرو اور اس کے سامنے اپنی سرکشیوں کا سر مجرموں کی طرح ڈال دو اور تڑپ تڑپ کے وہ سب کچھ مانگو جس کو تمہارا دل چاہتا ہے مگر تمہارے اعمال اس کے سزاوار نہیں ہیں' تم اس کے حضور حج کے دن اور عید کی صبح کو جب کہ خلیل اللہ نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھی تھی' مسکینوں اور لاچاروں کی طرح گر جاؤ' اپنی سرکشیوں اور نفس پرستیوں کے گوسالہ کو ذبح کردو اور گڑگڑا کر دعا مانگو کہ خداوندا! زمین کی سب سے بڑی مصیبت انسانی معصیت کے سب سے بڑے عذاب اور ادوار انقلاب اقوام وملل کے سب سے زیادہ مہیب موسم کے وقت ابراہیم و اسمٰعیل کی ذریت کو نہ بھلائیو اور ان کے گناہوں کو معاف کر دیجیو۔

علی الخصوص عید کے دن جب اس کے حضور کھڑے ہو تو اپنے گناہوں کو یاد کرو ہم میں ایک روح بھی ایسی نہ ہو جو تڑپتی نہ ہو ایک آنکھ بھی ایسی نہ ہو جس سے آنسوؤں کے چشمے نہ بہہ رہے ہوں یاد رکھو کہ دل کی آہوں اور آنکھوں کے آنسوؤں سے بڑھ کر اس کی درگاہ میں کوئی شفیع نہیں ہوسکتا۔ بس جس طرح بھی ہو سکے اپنے خداوند کو راضی کرو اور اسے مناؤ' کیونکہ تم نے اپنی بداعمالیوں سے اسے غصہ دلایا اور اس کے پاک حکموں کی پروا نہ کی اور تم اس کو یوں پکارو کہ: اے ابراہیم اور اسمٰعیل کے خداوندا! اور اے رسول امی کے پروردگار! ہم نے تیرے عہد کی پروا نہ کی اور اپنی بداعمالیوں سے تیری مقدس زمین کو ملوث اور گھناؤنا کر دیا' لیکن اب ہم اپنی سزاؤں کو پہنچ چکے اور ہم نے بڑے سے بڑا دکھ اٹھالیا' ہم مثل یتیم لڑکوں کے ہو گئے ہیں جن کے والدین کو ان سے جدا کر دیا گیا ہو' کیونکہ ہمارا خدا ہم سے راضی نہ رہا اور ہم غمگین اور رسوائی کے لئے چھوڑ دیئے گئے' پرائے حق قوم! اب ہم پر رحم کر' ہمارے قصوروں کو معاف کر اور ہم

باقی صفحہ ۲۷ پر

مناظر ختم نبوت‘ فاتح قادیان

حضرت مولانا محمد حیات ؒ

حیات وخدمات کی ایک جھلک

حضرت مولانا وفات سے پیشتر فرمایا کرتے تھے کہ: ”میراجی یہ چاہتا ہے کہ تادم زیست ربوہ میں رہوں اور ربوہ ہی میں موت آئے تاکہ کل قیامت کے دن پروردگار عالم کے حضور عرض کرسکوں کہ: مولا! اور تو کوئی نیکی نہ تھی‘ بس صرف یہی تھا کہ تادم زیست مرتدین اور منکرین ختم نبوت کا تعاقب کرتا رہا اور تعاقب کرتے کرتے انہیں کے مرکز کفر وارتداد میں تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا پھریرا جھکنے نہ دیا اور تیرے پاس پہنچ گیا۔ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ میرے اس دیوانے کو جنت میں جانے دو۔“

لکل فن رجال کا مقولہ عرصہ دراز سے سنتے چلے آرہے ہیں خداوند قدوس نے مختلف طبیعتیں پیدا فرمائیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو قدرت نے خطابت کے لئے پیدا فرمایا تھا تو یہ مبالغہ نہ ہوگا‘ بعینہٖ اسی طرح سمجھئے کہ استاد المناظرین مولانا محمد حیات صاحبؒ فاتح قادیان کو خداوند قدوس نے فن مناظرہ کے لئے پیدا کیا۔ بالخصوص تردید قادیانیت کے موضوع پر تو آپ مکمل دسترس رکھتے تھے۔

اٹھتے‘ بیٹھتے‘ چلتے‘ پھرتے غرضیکہ ہر حالت میں تردید قادیانیت میں مصروف رہے‘ حتیٰ کہ صبح کی نماز کے بعد بھی مرزا قادیانی کی کتب کے مطالعہ میں مصروف نظر آتے تھے‘ مولانا کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ متعلقہ موضوعات پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ اگر قادیانیوں کا استدلال منطقی طرز پر ہوتا تو جواب بھی منطقی دلائل کی رو سے دیتے اور اگر اعتراضات نحوی قواعد وضوابط کی رو سے ہیں تو نحوی قواعد وضوابط زیر بحث ہیں‘ اگر استدلال صرف کے قوانین سے ہے تو اسی انداز سے بات ہورہی ہے۔

ایک عجیب واقعہ:

ایک مرتبہ جلال پور پیروالہ کے ایک معروف نحوی عالم دفتر مرکزی (قدیم) ملتان میں تشریف لائے۔ موصوف فن نحو کے امام تھے اور چوٹی کے عالم تھے۔ مولانا محمد حیاتؒ کو معلوم ہوا تو فرمایا: ”مولوی جی اینوں حیات مسیحؑ اوندی اے“ پھر خود تشریف لے گئے اور کافی دیر تک ان سے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر بحث فرماتے رہے۔ غرضیکہ حیات عیسیٰ علیہ السلام آپ کا پسندیدہ موضوع تھا۔ اپنے حریف کو دل کھول کر بات کرنے کا موقع دیتے‘ پھر ایسا جواب دیتے کہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن مخالف حیران وپریشان ہوجاتا اور ”فبھت الذی کفر“ کا مصداق بن جاتا۔

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

پیدائش اور وطن:

مولانا مرحوم نارووال اور شکر گڑھ کے درمیان واقع قصبہ ”لنگاہ بجھیاں“ میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم اس علاقہ کے معروف عالم دین مولانا محمد شفیع مرحوم‘ جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے‘ سے حاصل کی اور تردید مرزائیت ”تلمیذ حضرت انور شاہ کشمیریؒ مولانا محمد چراغ صاحب گوجرانوالہ سے پڑھی‘ بعد ازاں مجلس احرار اسلام ہند کے شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے محاذ کو سنبھالا‘ ان دنوں مسلمانان ہند کی سب سے انقلابی اور سیاسی تنظیم مجلس احرار اسلام ہی تھی جو حکومت الٰہیہ کے قیام اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے شب وروز مصروف عمل تھی۔ امیر شریعت‘ قائد قافلہ حریت‘ شیر اسلام مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ولولہ انگیز اور جرأت مندانہ خطابت کا قریہ قریہ بلکہ ہر ہر گھر چرچا اور تذکرہ تھا انگریز سے نفرت‘ خدا کی عبادت‘ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو مقصد زندگی بنائے سالار ختم نبوت اپنے قافلہ کو لے کر حصول مقصد کے لئے دن رات مصروف عمل تھے۔

مولانا محمد حیاتؒ بھی اس جانباز قافلہ میں شریک ہوگئے۔ خداوند قدوس نے موصوف کو قابل رشک حافظہ دیا تھا۔ قادیانی کتب کے صفحات کے صفحات ان کو ازبر تھے‘ جب کہیں حوالہ درکار ہوتا مولانا اپنے حافظہ کے کتب خانے سے حرف بحرف سنادیتے۔ تحمل‘ بردباری‘ ٹھنڈا مزاج‘ علم‘ عقل جیسی بے پناہ صلاحیتوں سے نوازے گئے تھے۔ مناظرہ میں آپ کی زبان سے کبھی ایسی بات نہ نکلی جو سنجیدگی‘ متانت‘ تہذیب اور شائستگی کے خلاف ہو۔

آپ بیک وقت ہندو‘ سکھ‘ آریہ سماج اور مرزائیوں کے مقابلہ میں عظیم مناظر تھے‘ مذکورہ بالا غیر مسلم اقوام کے پڑھے لکھے طبقہ سے عربی‘ فارسی‘ اردو‘ پنجابی اور انگلش جیسی متداول زبانوں میں بارہا مناظرے کئے اور فریق مخالف کو ایسی شکست فاش دی کہ رہتی دنیا تک یاد رکھیں گے۔

سادگی:

مولانا مرحوم کی قدرتی طور پر داڑھی نہیں تھی' اس لئے نووارد آپ کو فاتح قادیان سمجھنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتا' ۱۹۷۷ء کا واقعہ ہے کہ راقم رحیم یار خان میں مبلغ کی حیثیت سے تبلیغی امور کی خدمت پر مامور تھا کہ اچانک مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر سے یہ حکم نامہ موصول ہوا کہ: ''اولین فرصت میں فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ کی خدمت میں ربوہ (حال چناب نگر) پہنچے۔'' راقم الحروف اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے چناب نگر کا سفر کر کے مولانا مرحوم کی خدمت میں پہنچا' کیونکہ بلا مبالغہ آپ تردید قادیانیت کے محاذ پر اجتہاد کے درجہ پر فائز تھے۔ تقریباً ایک ماہ تک مولانا کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا' تصنع و بناوٹ مولانا کے قریب تک نہ پھٹکی تھی' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی دیہاتی کاشتکار بیٹھا ہوا ہے۔

ایک مرتبہ چوکیرہ ضلع سرگودھا کے کچھ احباب مولانا سے ملاقات کے لئے مسلم کالونی چناب نگر میں حاضر ہوئے اس وقت مسلم کالونی میں مغربی جانب صرف دو کمرے تھے' جو آج کل مدرس کی رہائش گاہ ہیں۔ سردی کا موسم تھا۔ راقم بھی مولاناؒ کی خدمت میں موجود تھا۔ غالباً حیات مسیح علیہ السلام پر مذاکرہ ہو رہا تھا کہ وہ احباب آئے اور راقم سے مصافحہ کر کے بیٹھ گئے لیکن مولاناؒ سے مصافحہ نہ کیا' سلام و کلام کے بعد گویا ہوئے کہ: ''ہم نے مولانا محمد حیات صاحب فاتح قادیان سے ملنا ہے'' میں نے عرض کیا: ''یہ ہیں فاتح قادیان مولانا محمد حیات صاحب'' تو ان دوستوں کے تعجب کی انتہا نہ رہی' معذرت کی شرمندگی ان کے چہرے سے ٹپک رہی تھی۔ مذاکرہ شروع ہوا' کافی دیر تک ختم نبوت' حیات عیسیٰ علیہ السلام' مسئلہ جہاد اور دیگر مسائل پر گفتگو جاری رہی۔

ایک مرتبہ مرزائیوں کے ''جامعہ احمدیہ'' کے آخری سال کے کچھ طلبا آئے اور مولاناؒ سے مباحثہ کرنے لگے' مولانا ان کے ہر اعتراض و اشکال کا جواب قرآن و سنت' اقوال صحابہؓ و تابعینؒ اور مرزا قادیانی کی کتب سے دیتے رہے' اور ساتھ ہی ان سے استفسار فرماتے رہے کہ آپ نے مرزا کی فلاں کتاب پڑھی ہے یا نہیں؟ اس کتاب کا صفحہ نمبر فلاں' مطبع فلاں' سطر فلاں پر یہ حوالہ موجود ہے۔

مولاناؒ کے تلامذہ:

یوں تو مولانا مرحوم کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے' لیکن تردید قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والے موجودہ حضرات بالواسطہ یا بلاواسطہ مولانا مرحوم ہی کے خوشہ چین ہیں۔ مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا منظور احمد' مولانا اللہ وسایا' مولانا قاضی اللہ یار خان' مولانا خدا بخش شجاع آبادی اور جملہ مبلغین کے علاوہ مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات مولانا مرحوم سے تردید قادیانیت کی تربیت لیتے رہے۔

مولانا مرحوم اپنی آخری عمر میں فرمایا کرتے تھے کہ: ''جس طرح میں نے اپنی عمر عزیز کا ایک معتدبہ حصہ تبلیغ دین اور حفاظت عقیدۂ ختم نبوت کے لئے قادیان میں گزارا ہے' بقیہ عمر ربوہ میں دشمنان ختم نبوت کے تعاقب میں گزرے اور ربوہ میں ہی موت آئے تاکہ قیامت کے دن یہ کہہ سکوں کہ خدایا! تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جان ہتھیلی پر رکھ کر چودہ سال قادیان میں گزارے اور موت بھی غداران ختم نبوت کے تعاقب میں ہی آئی لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی ممبر:

قیام پاکستان سے قبل چودہ سال تک آذر کدہ کفرستان قادیان میں ضرب ابراہیمی سے قادیانیت کے بتوں کو پاش پاش کرتے رہے۔

تقسیم ملک کے بعد احرار زعماء کا قافلہ لٹ پٹ چکا تھا۔ حضرت امیر شریعتؒ اور مولانا محمد علی جالندھریؒ ملتان میں قیام پذیر تھے' قاضی احسان احمد صاحبؒ شجاع آباد میں تھے اور مولانا محمد حیات صاحبؒ اپنے بھائیوں کے ساتھ خیر پور میرس صوبہ سندھ میں کھیتی باڑی میں مصروف تھے۔

قادیانیوں نے ان حالات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی یلغار تیز کر دی' ہر طرف سے بزرگان احرار کے نام خطوط آنے لگے' قادیانیوں کی جارحانہ سرگرمیوں اور مرتدانہ تبلیغ کے پیغام موصول ہونے لگے تو امیر شریعتؒ قافلہ سالار حریت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے حالات کا گہرا جائزہ لے کر اپنے دولت کدہ پر احباب جماعت کا اجلاس بلایا' جس میں اور علماء کرام کے علاوہ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ بھی شریک تھے۔ ملتان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل عمل میں لائی گئی' حضرت شاہ صاحب امیر اور مولانا محمد علی جالندھریؒ ناظم اعلیٰ چنے گئے۔

مولانا محمد حیاتؒ تادم زیست اسی قافلہ کے روح رواں اور حدی خواں رہے۔ مولانا لال حسین اخترؒ کی رحلت کے بعد آپ چھ ماہ تک جماعت کے عارضی امیر چنے گئے' بہرحال مولانا محمد حیاتؒ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ پر کئی مرتبہ مقدمات بھی قائم ہوئے لیکن آپ نے خندہ پیشانی سے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کیا۔

قادیانیت کا دائرۃ المعارف:

جیسا کہ گزشتہ سطور میں آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ موصوف کو تردید قادیانیت کا شغف فطری طور پر ودیعت تھا اور تمام اکابر اہل اللہ کی دعائیں ان کے

شامل حال تھیں' بالخصوص قطب الاقطاب حضرت اقدس مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست اور ان کے زعماء کے پیر و مرشد تھے۔

چنانچہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ حضرت رائے پوریؒ کی سوانح حیات میں رقم طراز ہیں:

"پاکستان کے دوران قیام دو نئی باتوں کا اضافہ ہو جاتا' ایک تو یہ کہ پاکستان پہنچ کر تحریک قادیانیت کے خطرات اور اس کے دوررس اثرات کا احساس (جو کبھی فراموش اور نظر انداز نہیں ہوتا تھا) تازہ ہو جاتا ہے اور طبیعت مبارک قوت و ہمت کے ساتھ اس کے مقابلہ اور تردید اور ملک کی اس سے حفاظت کی ضرورت کی طرف متوجہ ہو جاتی اور یہ مسئلہ مجالس و گفتگو کا سب سے بڑا موضوع بن جاتا' علماء اور زعماء احرار میں سے (جن کو اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کے مقابلہ کی خصوصی توفیق عطا فرمائی' اور حضرت نے ان کو اس "جہاد اکبر" پر خود مامور فرمایا ہے) ...... ان میں مولانا محمد حیات صاحبؒ (جو قادیانی لٹریچر کے حافظ اور قادیانیت کا دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) ہیں تشریف لاتے تو گویا رد قادیانیت کی کتاب کھل جاتی' ہمہ تن گوش اور سراپا ذوق ہو کر ان کی نادر تحقیقات اور زندگی کے تجربات سنتے اور کسی طرح ان کی گفتگو سے طبیعت سیر نہ ہوتی۔ حضرت کو اس محفل میں کھلکھلا کر ہنستے اور لطف و مسرت کا اظہار کرتے دیکھا گیا۔"

(سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ ص ۱۹۲)

حضرت مولانا محمد انوریؒ لکھتے ہیں کہ:

"آخر عمر میں حضرت اقدسؒ (مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ) کو ردمرزائیت کی طرف بڑی توجہ ہو گئی تھی۔ (مولوی محمد حیات صاحبؒ (جنہیں قادیانیوں اور لاہوریوں کی کتابیں ازبر ہیں) کو بلا کر مباحث سنتے تھے۔"

(ایضاً صفحہ ۲۹۶)

غرضیکہ مولانا مرحوم' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ اور عقیدۂ ختم نبوت کے عظیم مناد اور تردید مرزائیت کے محاذ پر اجتہاد کے درجہ پر فائز تھے۔

آخری تمنا:

آخر زمانہ میں فرمایا کرتے تھے کہ:

"میرا جی یہ چاہتا ہے کہ تادم زیست ربوہ میں رہوں' اور ربوہ ہی میں موت آئے تاکہ کل قیامت کے دن پروردگار عالم کے حضور عرض کر سکوں کہ: مولا! اور تو کوئی نیکی نہ تھی' بس صرف یہی تھا کہ تادم زیست مرتدین اور منکرین ختم نبوت کا تعاقب کرتا رہا اور تعاقب کرتے کرتے انہیں کے مرکز کفر و ارتداد میں تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا پھریرا جھکنے نہ دیا اور تیرے پاس پہنچ گیا۔ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ میرے اس دیوانے کو جنت میں جانے دو۔"

مولانا بیمار ہو کر اپنے آبائی گاؤں اپنے بھائیوں کے ہاں چلے گئے' اور وہیں رمضان المبارک کے ماہ مکرم میں داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے ہزاروں تلامذہ اور معتقدین کو چشم پرنم چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے "لنگاہ بھٹیاں" ضلع سیالکوٹ میں آسمان رشد و ہدایت کا یہ چمکتا ہوا آفتاب غروب ہو گیا۔

☆☆..........☆☆

سانحہ ارتحال

حیدرآباد (نمائندہ خصوصی) جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما خطیب زمزم مسجد جنرل بس اسٹاپ حیدرآباد حافظ محمد طاہر' جو کہ حیدرآباد کی جانی پہچانی شخصیت تھے' کافی عرصہ بیمار رہنے کے بعد گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی نماز جنازہ بعد نماز ظہر حضرت مولانا مفتی شمس الدین صاحب مہتمم مدرسہ مفتاح العلوم حیدرآباد نے پڑھائی جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے بیعت تھے۔ مرحوم کے جنازہ میں جمعیت علماء اسلام حیدرآباد کے مولانا قاری کامران احمد اشفاق احمد آرائیں' مولانا تاج محمد نایوں' حمید الرحمٰن' مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا احمد میاں حمادی' مولانا عبدالسلام قریشی' مولانا بشیر احمد خان اور دیگر علماء کرام نے شرکت کی اور مرحوم کے والد مولانا ادریس صاحب سے تعزیت کی۔

فون: 745573
عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
ایڈریس: شاپ نمبر: N - 91 صرافہ بازار، میٹھادر، کراچی

اسلامی تعلیمات

بیگم قاضی غلام سرور عزیز

بچو! آج کے صفحہ میں تمہیں قرآن مجید، فرقان حمید، سنتِ نبوی اور قرآن کی تفسیر کے بارے میں کچھ اصطلاحات سمجھاؤں گی جو انسان کے اخلاق واطوار اور کردار میں کام آسکیں اور جن پر عمل کر کے خداوند کریم کی خوشنودی حاصل ہو اور اگر زندگی نے وفا کی تو پھر کسی دن تمہیں بنیادی عقائد کے بارے میں کچھ عرض کروں گی۔

کتاب: سے مراد قرآن مجید ہے جو اسلامی تعلیم کا سرچشمہ ہے اور ہمارے دین کی بنیاد، قرآن کریم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ اس کے بعد آج تک نہ کوئی کتاب نازل ہوئی ہے اور نہ قیامت تک ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری کلام میں اس کا اعلان یوں فرمایا:

الیوم اکملت لکم دینکم
واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم
الاسلام دیناً (سورہ مائدہ:۵:۳)

ترجمہ: ”آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا ہوں اور میں نے تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔“

دین کے مکمل ہونے کا یہ وہ اعلان ہے جو دنیا کی کسی دوسری کتاب میں بھی نہیں ہے اس پر جس قدر بھی فخر کریں بجا طور پر درست ہے، آج قرآن پاک کو نازل ہوئے چودہ سو سال ہو چکے ہیں لیکن یہ کس قدر بڑا معجزہ ہے کہ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی اور یہ کتاب اپنی اصلی صورت میں اسی طرح محفوظ ہے اور قیامت تک رہے گی کیونکہ اس کی حفاظت خداوند کریم نے خود اپنے ذمہ لی ہے۔ خداوند قدوس کا ارشاد گرامی ہے:

”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون“ (سورہ حجر ۱۵:۹)

ترجمہ: ”یقیناً ہم نے یہ کتاب نازل کی اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

قرآن مجید کے علاوہ دنیا میں کوئی بھی ایسی کتاب نہیں جو دنیا میں کامیابی حاصل کرنے اور آخرت میں نجات دلانے کا کامل وسیلہ پیش کرے۔ اس کتاب اللہ میں ہر مشکل کا حل، ہر سوال کا جواب، ہر جرم کی سزا، ہر بیماری کا علاج، حتیٰ کہ زندگی کے ہر شعبے میں ہر چیز کا جواب موجود ہے اور قیامت تک دنیا اس سے ہدایت حاصل کر کے فیضیاب ہوتی رہے گی، جو لوگ اسے قبول کریں گے وہ مومن کہلائیں گے اور جو اس پر عمل کریں گے وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ”پھر تم کدھر جا رہے ہو یہ تو ایک کتاب نصیحت ہے تمام جہان والوں کے لئے تم میں سے جو کوئی سیدھا راستہ چلنا چاہے۔“ (الانفطار ۸۱:۲۶،۲۸)

ہمارے دین اور ایمان کی بنیاد یہی کتاب اللہ ہے جو پوری زندگی کے لئے ہدایت دیتی ہے۔

سنت: اسلامی تعلیمات میں کلام اللہ کے بعد دوسرا درجہ سنت کا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کو سنت کہا جاتا ہے۔ آپ نے جو کچھ فرمایا اور جو کچھ عمل کر کے دکھلایا وہ ہماری زندگی کا سرمایہ ہے۔ اصطلاحی زبان میں سنت ان اعمال کو کہتے ہیں جن پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رہا ہو اور امت مسلمہ کے مسلسل عمل سے وہ روایات ہم کو پہنچی ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک چلتے پھرتے قرآن تھے ”کان خلقه القرآن“ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا آپ نے کر کے دکھلایا۔

قرآن مجید کے بعد نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کو دوسرا درجہ حاصل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے کلام کی بہترین تفسیر کرنے والے اللہ کے رسول ہیں۔ انہوں نے دین کے متعلق جو کچھ فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھا۔ قرآن پاک میں آتا ہے:

”وما ینطق عن الهویٰ ان هو
الا وحی یوحی“ (النجم ۵۳:۳،۴)

ترجمہ: ”وہ اپنی مرضی سے بات نہیں کرتے یہ تو بھیجی ہوئی وحی ہے۔“

نبی معصوم ہوتے ہیں ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا، ان کی زندگی سراپا رحمت ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، اخلاق واعمال کو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

لقد کان لکم فی رسول الله
اسوة حسنة (الاحزاب ۳۳:۲۱)

ترجمہ: ”تمہارے لئے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت میں اچھا نمونہ ہے۔“

ایک اور جگہ فرمایا:

”اے نبی! لوگوں سے کہہ دیجئے:

” ان کنتم تحبون الله فاتبعونی
یحببکم الله“

(آل عمران ۳:۳۰)

لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔“

تفسیر: قرآن مجید کی تشریح کو تفسیر کہتے ہیں اور جو شخص تفسیر و تشریح کرے اسے مفسر کہا جاتا ہے۔ قرآن اللہ کا کلام ہے اور عربی زبان میں ہے اس کے سمجھنے کے لئے خاص قابلیت اور ذہانت درکار ہے، اس لئے ضرورت پڑتی ہے کہ اس کے ماہر سے رجوع کریں تاکہ اچھی طرح سمجھ سکیں اور جن لوگوں کے اندر اتنی استعداد نہیں انہیں سمجھائیں۔ قرآن اپنی تفسیر خود بھی کرتا ہے اس کی ایک آیت دوسری کی تشریح کرتی ہے۔

☆☆..................☆☆

قادیانی کس کے وفادار ہیں؟

خواجہ عبدالحمید بٹ

مرزائی جماعت لوگوں کے سامنے مذہبی لبادہ اوڑھ کر فرقہ احمدیہ کے نام سے نمودار ہوئی۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"مناسب معلوم ہوتا ہے اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جاوے۔"

(تریاق القلوب ص ۳۲۵ مصنفہ منشی غلام احمد قادیانی)

مالی غربت:

"میرے والد (غلام مرتضیٰ) جو اپنی ناکامیوں کی وجہ سے اکثر مغموم اور مہموم رہتے تھے۔ اس نامرادی کی وجہ سے ایک عمیق گرداب' غم و اضطراب میں زندگی بسر کرتے تھے۔"

(کتاب البریہ ص ۱۵۵ مصنفہ منشی غلام احمد قادیانی)

انگریزی ملازمت:

"آپ (منشی غلام احمد قادیانی) شہر سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہوگئے (۱۵ روپے ماہوار)۔" (سیرت المہدی حصہ اول ص ۴۳)

شہرت کا طریق:

منشی غلام احمد قادیانی نے مختاری کا امتحان دیا۔ جس میں وہ فیل ہوگیا' پھر مذہبی میدان میں چھلانگ لگائی دل میں شہرت کا خیال اور مال و دولت کی حرص تھی۔ اس لئے مختلف طریقوں سے روپیہ حاصل کرنے کی جدوجہد کی سب سے پہلے کتابوں کو لکھنے اور فروخت کرنے کی سبیل بنائی۔ اور ساتھ ہی اسلام کی خدمت کرنے کے بہانے سے چندہ حاصل کیا' اور پھر مختلف دعاوی شروع کر دیئے۔ مجدد' مہدی' مثیل مسیح' پھر مسیح' ظلی نبی' بروزی' غیر شرعی نبی' مامور' نذیر قسم کے گول مول الفاظ سے مسلمانوں کو دھوکا دیتا رہا۔

شہرت کی ہوس میں کرشن' جے سنگھ بہادر' رودر گوپال اور کرشن اوتار بنا' کشف' الہام' خواب کو بنیاد بنا کر مختلف قسم کے جھوٹے دعاوی کرتا رہا جو بعد میں اس کی ذلت کے باعث بنے' ملاحظہ ہو:

"مسیح آ گیا ہے اور وہ وقت آتا ہے' بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رام چندر پوجا جائے گا' نہ کرشن' نہ عیسیٰ علیہ السلام۔"

(شہادت القرآن ص ۱۵)

"اس پر اتفاق ہوگیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا میں پھیل جائے گا اور ملل باطلہ (ہندو' عیسائی' یہودی' بہائی' غیر مسلم وغیرہ) ہلاک ہو جائیں گے اور راست بازی ترقی کرے گی۔"

(ایام صلح ص ۱۲)

غلام احمد قادیانی چاپلوسی' خوشامد' اور ابن الوقتی کا ماہر ہوتا گیا' اور دولت کی فراہمی میں ہر دجل سے کام لیا' اور جاسوسی کو (انگریزی حکومت کی) اس نے اپنا مذہبی بنالیا۔ ملاحظہ ہو:

"بہ اعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں سے (انگریزی حکومت) گورنمنٹ کے اول درجہ کا وفادار اور جاں نثار یہی فرقہ ہے۔"

(تبلیغ رسالت ص ۷ جلد ۷)

"سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت' احتیاط' تحقیق اور توجہ سے کام لے اپنے ماتحت حکام کو اشارے فرمائے (رازداری سے) کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔" (تبلیغ رسالت ۷)

"جو کچھ ہم پوری آزادی کے ساتھ اس گورنمنٹ کے تحت اشاعت میں لا سکتے ہیں' یہ خدمت ہم کو مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز نہیں کر سکتے۔"

(ازالہ اوہام طبع دوم ص ۲۸)

انگریزی جاسوسی' مسلمانوں کی دل آزاری اور انبیا علیہم السلام اور اسلام کی توہین کے علاوہ اور کونسی خدمت کی:

"اگر ہم برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔"

گورنمنٹ برطانیہ کی وفادار فوج:

"میری جماعت ...... گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے' جس کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا پڑا ہے۔" (تحفہ قیصریہ ص ۱۰)

جاسوسی کی ابتدائی تبلیغ:

''قرین مصلحت ہے کہ سرکارِ انگریزی کی خیرخواہی کے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جاویں جو درپردہ برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ملکی راز کی طرح اپنے دفتر میں محفوظ رکھے گی۔'' (تبلیغ رسالت جلد ۵ص ۸)

''میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن گورنمنٹ عالیہ میری خدمات کی قدر کرے گی۔'' (تبلیغ رسالت جلد ۶ ص ۶۹ اشتہار مندرجہ ۱۸/نومبر ۱۹۰۸ء)

''غرض میں گورنمنٹ کے لئے بمنزلہ حرز سلطنت (تعویذ) ہوں۔''

(تبلیغ رسالت ص ۶۹)

تبلیغ کا پول:

''سو مجھ سے پادریوں کے مقابل جو کچھ وقوع میں آیا ہے' حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا ہے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیرخواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیرخواہی میں اول درجہ کا بنادیا ہے:'' (۱) والد مرحوم کے اثر نے' (۲) گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے' (۳) خدا تعالیٰ کے الہام نے۔'' (حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست مندرجہ ضمیمہ تریاق القلوب ۲۱/نومبر ۱۸۹۹ء)

مشترکہ فوائد:

''ہمارے فوائد اور گورنمنٹ کے فوائد متحد ہوگئے ہیں۔ جہاں جہاں یہ گورنمنٹ پھیلتی ہے' وہاں ہمارے لئے تبلیغ کا ایک میدان کھلتا ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ۱۹/اکتوبر ۱۹۱۴ء)

نرالہ تعلق:

''ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہیں جو کہ گورنمنٹ اور ہمارے فوائد ایک ہوئے ہیں' گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی قدم آگے بڑھانے کا موقعہ ملتا ہے۔'' (خطبہ مرزا محمود پسر مرزا قادیانی الفضل قادیان ۲۷/ جولائی ۱۹۱۸ء)

غیر ممالک میں امداد:

''اگر ہم دیگر ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔'' (برکات خلافت ص ۶۵ مصنفہ مرزا محمود)

روس میں انگریزی خدمات:

''روس میں اگرچہ تبلیغ کے لئے گیا تھا لیکن چونکہ سلسلہ احمدیہ اور برٹش گورنمنٹ کے باہمی مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اس لئے جہاں میں تبلیغ کرتا ہوں وہاں مجھے لازماً انگریزی حکومت کی خدمت کرنی پڑتی تھی۔'' (مضمون مبلغ بخارا محمد امین مجاہد مندرجہ الفضل قادیان ۱۲/ اگست ۱۹۲۳ء)

قدرت کا انتقام:

یہی محمد امین مبلغ بخارا جب واپس قادیان آیا کچھ عرصہ کے بعد ہی مبلغ فتح محمد عرف فتونیاں ناظر اعلیٰ سلسلہ احمدیہ قادیان کی کلہاڑی کی ضربات سے قتل ہوا' جس کا ذکر مسٹر جے ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداسپور نے اپنے فیصلہ مقدمہ سرکار بنام سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ (امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ) ۱۹۳۶ء میں کیا ہے۔

☆☆..................☆☆

سرفروش

طالب حسین طالب

مجھے جان سے بھی ہے پیارا وطن
میں مالی ہوں اس کا یہ میرا چمن
لٹادوں گا اس کے لئے جان وتن
میں اسلام کا ایک ہوں سرفروش

چلوں گا سدا اپنے ایمان پہ
کبھی حرف آیا جو قرآن پہ
تو ہنس ہنس کے کھیلوں گا میں جان پہ
میں اسلام کا ایک ہوں سرفروش

جہاں جانتا ہے بہادر ہوں میں
مجاہد ہوں جرأت کا پیکر ہوں میں
شجاعت میں دنیا سے برتر ہوں میں
میں اسلام کا ایک ہوں سرفروش

لٹادوں گا جان اپنی اسلام پہ
جیوں اور مروں گا اسی نام پہ
کراؤں گا باطل کو ہر گام پہ
میں اسلام کا ایک ہوں سرفروش

مجھے ملک وملت سے طالبؔ ہے پیار
وطن کے چمن سے نکالوں گا خار
کبھی کفر سے میں نہ مانوں گا ہار
میں اسلام کا ایک ہوں سرفروش

غلام قادر غبار

مملکت کی قیمت پانی کا ایک پیالہ!!

دل دہل گیا' جب یہ ماجرا نظر سے گزرا:

عبداللہ بن مبارکؒ

ہارون الرشید سے مخاطب ہیں:

اگر تو صحراء میں راستہ بھول جائے اور کوئی ساتھی بھی نہ ہو اور سعی و تلاش سے پانی حاصل کرنے کی توقع نہ ہو' پھر کوئی راہی تجھے یہ کہے کہ:

''اگر آدھی سلطنت میرے حوالے کر دے تو پانی کا ایک پیالہ تیرے لئے مہیا کر سکتا ہوں۔''

کیا ایسی حالت میں تو یہ سودا کرنے پر تیار ہو جائے گا یا نہیں؟

ہارون الرشیدؒ: ''ہاں! اگر موت نظر آ رہی ہو اور پانی پی کر جان بچانے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو یقیناً اس سودے پر تیار ہو جاؤں گا۔''

عبداللہؒ: پانی پی لینے کے بعد تجھے پیشاب کی شدید حاجت محسوس ہو' لیکن اندرونی اعضاء کی رکاوٹ کی وجہ سے پیشاب بند ہو جائے اور تو سخت درد و کرب میں مبتلا ہو اور پھر تجھ سے کہا جائے کہ:

''باقی نصف سلطنت حوالے کر دے' تب تیرا پیشاب جاری ہو سکتا ہے اور تو درد و کرب و موت سے چھٹکارا پا سکتا ہے۔''

پھر کیا تو اس سودے پر راضی ہو جائے گا یا نہیں؟

ہارون الرشیدؒ: ''ایسی مجبوری میں راضی ہونا ہی پڑے گا۔''

عبداللہؒ: ہارون! ایسی مملکت پر مغرور ہونا اور آخرت سے غافل ہونا' کہاں تک درست ہو سکتا ہے' جس کی قیمت ایک پیالہ پانی ہو' خواہ جسم کے اندر داخل کرنے کے لئے یا اس سے خارج کرنے کے لئے؟ (آہ! یہ دنیا اور اس کی عظیم ترین شان و شوکت)

روایت ہے کہ ہارون الرشیدؒ سراپا عبرت بن گیا' اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

آج دولت و اقتدار کا حصول ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی وبائی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس بات کی مطلق فکر نہیں کہ حصول کے ذریعہ شریفانہ ہیں یا سفاکانہ اور پھر حصول کے بعد اس کا مصرف مومنانہ ہوگا یا فاسقانہ۔ اور اس کا استعمال بھی اپنی قسمت میں ہوگا یا اپنے کسی قاتل (وارث یا غیر وارث) کے قبضے میں چلی جائے گی۔ یہ حال ہے اس انسان کا جو ساتھ ہی ساتھ مسلمان بھی کہلائے جاتا ہے اور اس پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت جس کے پاس عمر بھر بھی اتنا مال نہ ہوا کہ اس پر فریضہ زکوٰۃ عائد ہو سکے۔

☆☆..................☆☆

ایک اقتباس:

ایک ہی دھن سب کے سر پر سوار ہے کہ حرام وحلال دولت کماؤ اور عیش اڑاؤ' طالب علم ہے تو والدین اور استاذ کا باغی ہے۔ انجینئر ہے تو قومی دولت کو ذاتی دولت میں بدل رہا ہے' ڈاکٹر ہے تو سرمایہ دار بننے کے لئے سر توڑ کوشش کر رہا ہے' کاروباری ہے تو وہ عوام کی صحت سے کھیل رہا ہے۔ ملازم ہے تو وہ عوام کو لوٹنے کی فکر میں ہے' ان حالات میں ہماری تمام تعلیمی و تربیتی کوششیں بے کار ہوں گی' خصوصاً جب کہ وہ قومی تقاضاؤں اور روایتوں سے بھی عاری ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم نئی پود کا گلا اپنے ہاتھوں گھونٹ رہے ہیں۔ مذہب اور سائنس کا تضاد' قومی اور بدیسی نظریات کا تصادم' والدین اور اساتذہ کے مؤقف کا اختلاف' کتابی علم اور عملی زندگی کا بُعد۔

چیزیں نئی پود کو ایک دوراہے پر لے آئی ہیں' اور اس دوراہے پر لانے میں ہمارے ''بڑوں'' نے ہماری رہنمائی کی ہے' پھر جب کہ نئی پود ان کے ہاتھوں سے نکل جاتی ہے تو وہ اس کو برا بھلا کہتے ہیں' حالانکہ اس کا حل بالکل سیدھا سادہ ہے۔

چھوٹوں کو بڑوں کا تحفہ:

اگر ہمارے ''بڑے'' چھوٹوں کو یہ دو تحفے دے سکیں تو حالات کا پانسہ پلٹ سکتا ہے:

افسوس تو یہی ہے کہ اس وقت جو لوگ کسی نہ کسی حیلے سے ''بڑے'' بن گئے ہیں' وہ خود ان دونوں تحفوں سے محروم ہیں' نہ ان کو قومی تقاضوں پر مبنی تعلیم کی ہوا لگی ہے اور نتیجتاً نہ ہی وہ عمل صالح و غیر صالح میں امتیاز کی اہلیت رکھتے ہیں۔

یہ مسلّم ہے کہ حکمراں طبقے کی ذرا سی غلطی مہلک نتائج پیدا کر سکتی ہے۔

اور جہاں غلطیوں ہی غلطیوں کے ذخیرے جمع ہو رہے ہوں' وہاں کسی محکمے اور کسی ادارے سے خیر کی توقع کیسے ہو سکتی ہے؟

اگر اسلام کا آغاز ایسے لوگوں کے ہاتھوں ہوتا جو آج اسلام کو (محض اپنے دعاوی سے) تھامے ہوئے ہیں تو پکی بات یہ ہے کہ آغاز ہی نہ ہو سکتا' چہ جائے کہ پھولتا پھلتا اور ساری دنیا پر چھا جاتا۔

☆☆..................☆☆

رپورٹ سہ ماہی اجلاس مرکزی مبلغین

ملتان (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا اجلاس ۹'۸/شوال المکرم ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴'۲۵/دسمبر ۲۰۰۱ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی کئی نشستیں ہوئیں۔ پہلی نشست ۸/شوال المکرم کو بعد نماز ظہر مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ العالی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اجلاس کا آغاز مولانا محمد نذر عثمانی کی تلاوت قرآن سے ہوا۔ مولانا اللہ وسایا نے سابقہ اجلاس کی کارروائی پڑھ کر سنائی اور تمام مبلغین کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔ الحمدللہ! تمام علمائے کرام نے اپنی اپنی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیں۔ چناب نگر کانفرنس اور رد قادیانیت وعیسائیت کورس باوجود حالات کے ناگفتہ بہ ہونے کے الحمدللہ کامیاب رہے۔ اس پر اللہ پاک کا شکر ادا کیا گیا اور تمام رفقاء کی خدمات کو سراہا گیا۔ اجلاس میں طے پایا کہ حضرت مولانا غلام حسین (مرکزی مبلغ جھنگ) ہر ماہ کم از کم پندرہ روز یوم فیصل آباد میں فرائض سرانجام دیں اور فیصل آباد میں ابتدائی طور پر کرایہ پر دفتر لینے کی منظوری دی گئی۔

حضرت مولانا فقیر اللہ اختر مبلغ گوجرانوالہ اپنے فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ ہر ماہ دس دن ضلع حافظ آباد کے لئے دیں گے۔ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر کے ساتھ ساتھ ضلع خوشاب کے لئے ہر ماہ دس دن دیں گے۔ حضرت مولانا امام الدین قریشی ضلع مظفر گڑھ میں فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ ہر ماہ دس دن راجن پور' ڈیرہ غازی خان کے لئے بھی دیں گے۔

امسال مجلس کے دو مبلغین مولانا اللہ وسایا اور مولانا خدا بخش سفر حج کی سعادت حاصل کریں گے۔

حضرت مولانا خدا بخش صاحب شوال المکرم میں لاہور اور اسلام آباد کا تبلیغی دورہ کریں گے۔

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ضلع بہاولپور کا تبلیغی دورہ فرمائیں گے۔

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی ملتان کے علاوہ میانوالی' لاہور' اسلام آباد میں دروس قرآن اور خطبات جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کریں گے۔

مبلغین کے تبلیغی پروگرام

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب ضلع بہاولنگر کا تبلیغی دورہ فرمائیں گے' جبکہ مولانا موصوف بعدازاں رحیم یار خان کا تفصیلی دورہ بھی کریں گے۔

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی صاحب ۲ تا ۶/فروری گوجرانوالہ کا دورہ کریں گے جبکہ ۷ تا ۱۲ فروری تک مولانا موصوف سیالکوٹ کا دورہ کریں گے۔

قادیانیوں کو اپنی صفوں سے نکالنا ملک کی سالمیت اور بقا کا تقاضا ہے

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر نے گزشتہ دنوں نارنگ منڈی کا تنظیمی دورہ کیا اور جامع مسجد شیخاں میں رد قادیانیت کے موضوع پر ایک تربیتی نشست سے خطاب کیا' جس کی صدارت مولانا قاری محمد زبیر نے کی۔ اس موقع پر انہوں نے تربیتی نشست کے شرکاء کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور ختم نبوت کے کام کی ضرورت سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ دشمنان اسلام اپنے تمام تر وسائل کو اسلام کے خلاف استعمال کر رہے ہیں' ان حالات میں مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر ممکن طریقے سے دشمن ناموس رسالت کو منہ توڑ جواب دیں۔ ازاں بعد مولانا فقیر اللہ اختر نے مولانا طاہر ندیم' حافظ عبدالحمید قادری اور دیگر حضرات سے جماعتی تنظیم سازی کے موضوع پر تبادلہ خیال کیا۔ بعدازاں مولانا فقیر اللہ اختر نے جامع مسجد ختم نبوت نوشکے ضلع گوجرانوالہ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزائی ملک دشمن ہیں' ملک کی بگڑی ہوئی صورت حال کے پس پردہ بھی قادیانی لابی کا ہاتھ ہے۔ انتظامیہ کو اپنی صفوں سے ان وطن دشمنوں کو نکالنا ہوگا' یہ ملک کی سالمیت اور بقا کا تقاضا ہے۔

حافظ محمد الیاس قادری کو صدمہ

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے حافظ محمد الیاس قادری کی والدۂ ماجدہ مختصر علالت کے بعد گزشتہ دنوں انتقال کر گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کا انتقال ان کے بھائی کے گھر واقع نواب شاہ میں ہوا اور وہیں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے امیر مولانا حکیم عبدالرحمن آزاد' مولانا عبدالقدوس عابد' الحاج حافظ شیخ بشیر احمد' حافظ محمد ثاقب' مولانا فقیر اللہ اختر' پروفیسر حافظ محمد انور' پروفیسر حافظ محمد اعظم خاکی' حافظ احسان الواحد' مولانا قاری عبدالغفور آرائیں' محمد امان اللہ قادری' حافظ محمد معاویہ اور سید احمد حسین زید نے مرحومہ کے انتقال پر حافظ محمد الیاس قادری اور دیگر پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔

REGD. NO. SS-160

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی منازعات سے علیحدہ ہے۔

تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۴ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔

ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دوستوں اور درد مندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان، NBL-7734, PB-310 حسین آگاہی ملتان

اکاؤنٹ نمبر NBL-300487-9 ایم اے جناح روڈ برانچ، ABL-927-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان، فون 514122، Fax:542277

دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: 7780337 - 7780340